احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماھنامہ

انصاراللہ

ربوہ

اپریل ۱۹۹۶ء

ایڈیٹر

نصراللہ خاں ناصر

تم یقین کی راہوں کو ڈھونڈو

سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ..... فرماتے ہیں :۔

"اے پاکیزگی کے ڈھونڈنے والو اگر تم چاہتے ہو کہ پاک دل بن کر زمین پر چلو اور فرشتے تم سے مصافحہ کریں تو تم یقین کی راہوں کو ڈھونڈو اور اگر تمہیں اس منزل تک ابھی رسائی نہیں تو اس شخص کا دامن پکڑو جس نے یقین کی آنکھ سے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہے۔ اور یہ کہ کیونکر یقین کی آنکھ سے خدا کو دیکھا جاوے؟ اس کا جواب کوئی مجھ سے سُنے یا نہ سُنے مگر میں یہی کہوں گا کہ اس یقین کے حاصل کرنے کا ذریعہ خدا کا زندہ کلام ہے۔ جو زندہ نشان اپنے اندر اور ساتھ رکھتا ہے۔ جب وہ آسمان پر سے اُترتا ہے تو نئے سرے مُردوں کو قبروں سے نکالتا ہے۔"

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن
جلد ۱۸ صفحہ ۴۷۴-۴۷۵)

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

شہادت ـــــ ۱۳۷۵ ہش

اپریل ـــــ ۱۹۹۶ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خاں ناصر

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ

مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

اس ماہ کے شمارہ میں

جلد نمبر ۳۷ شمارہ نمبر ۴

شرح چندہ

پاکستان ـــــ ساٹھ ۶۰ روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ ـــــ چھ ۶ روپے

اداریہ

مُبارک صد مُبارک

ایم۔ٹی۔اے انٹرنیشنل کے نئے دَور کا آغاز

۲۴ گھنٹوں کے عظیم الشّان عالمی نشریاتی پروگرام

احیاءِ دینِ حق کیلئے ایک گمنام بستی سے اُٹھنے والی آواز دنیا کی نگاہوں میں عجیب تھی۔ اسے بے حقیقت اور حقیر جانا گیا۔ اسے کوئی وقعت نہ دی گئی۔ مگر یہ آواز کسی انسان کی نہ تھی۔ یہ اُس ربِّ ذوالجلال والاکرام کی پُرشوکت آواز تھی جو ہمیشہ غالب رہی۔ یہ ربِّ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز تھی جس نے اپنے دین کے غلبہ و احیاء کے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوحانی فرزند مسیح موعود اور مہدی مسعود کو امام الزمان اور موعود اقوامِ عالم قرار دیا اور اسی کے ذریعہ غلبۂ حق کو مقدر کیا۔ ہاں اسی نے اپنے اس برگزیدہ کو یہ خبر دی تھی کہ

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

خدا تعالیٰ نے جب یہ خبر دی تو اسی وقت سے اپنی تائید ونصرت کے لئے سامان بھی عطا کردئے۔ چنانچہ ہر طلوع ہونے والا سورج نئی خوشخبری لے کر آیا۔ اور وہ اپنے غروب سے پہلے فتح وکامرانی پر منتج ہوا۔ دینِ حق کی شان وعظمت قائم ہونا شروع ہوئی اور باطل قوتیں نیست ونابود ہونا شروع ہوگئیں۔ اور اس طرح احمدیت کے روشن مستقبل کا آغاز ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان میں سے ایک بہت بڑا احسان دَورِ حاضر میں ذرائع ابلاغ کا دینِ حق کیلئے مسخّر ہونا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے عالمگیر جماعت احمدیہ کو ٹیلیوژن کا نشریاتی ذریعہ میسّر آیا جو محدود علاقوں کیلئے تھا۔ مگر آج دنیائے احمدیت پر وہ دن طلوع ہوا ہے کہ جب تمام تر وسعتوں کے ساتھ یہ عظیم ذریعہ ابلاغ میسّر آچکا ہے۔

یکم اپریل ۱۹۹۶ء کو ہمارے امام ہمام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایم۔ٹی۔اے انٹرنیشنل کے نئے دَور کا آغاز کرتے ہوئے اپنے افتتاحی خطاب میں فرمایا:۔

"آج اللہ تعالیٰ کے فضل ورحم کے ساتھ احمدیت کی تاریخ میں ایک نیا روشن دن طلوع ہو رہا ہے۔

یہ وہ دن ہے کہ جس کے انتظار میں ہم دن گنا کرتے تھے۔ یعنی وہ دن جبکہ ایم۔ٹی۔اے ..... نے اپنے ایک روشن تر دَور میں داخل ہونا تھا۔ اور چوبیس ۲۴ گھنٹے مسلسل خدائے واحد کا پیغام تمام دنیا کے کناروں تک پہنچا دیا جاتا تھا..... یہ وہ دن ہے جس کے انتظار میں ہم نے بہت کٹھن وقت گزارے۔ بہت محبت اور پیار اور خدا کے حضور التجاؤں کے ساتھ اس دن کی راہ میں آنکھیں بچھائیں۔ اور دل بارہا اندیشوں میں دھڑکتا رہا۔ کیونکہ بارہا کئی قسم کے ابتلاء درپیش تھے۔ کئی قسم کی ٹھوکریں راہ میں تھیں لیکن ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی تقدیر اور اس کی حفاظتِ خاص نے ہم کو سنبھال لیا......

آج وہ دن ہے۔ وہ مبارک دن ہے کہ میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا کے فضل کے ساتھ جو روکیں تھیں وہ اُٹھا دی گئی ہیں اور آج کے بعد انشاء اللہ ہمیشہ پہلے سے بڑھ کر روشن تر دن M.T.A پر نمودار ہوگا۔"

آپ نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے جو یہ وعدہ فرمایا تھا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" دیکھو کس شان سے پورا فرمایا۔ ہمارے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی۔ کل پرسوں کی بات ہے کہ ہم ریڈیو کی باتیں کرتے تھے۔ تو اپنے اندر یہ مقدرت نہیں پاتے تھے کہ ہم کوئی انٹرنیشنل ریڈیو بھی قائم کر سکیں گے۔ کجا وہ دن اور کجا دو تین سال کے عرصہ میں یہ احمدیت کے قافلے کا پھلانگتا ہوا سفر جو پہلے زمین پر چھلانگیں مار رہا تھا۔ اب آسمانوں پر اُڑنے لگا ہے۔ اور آسمان سے پھر زمین پر اُترتا ہے۔ اور پیغام دے کر پھر اپنے سفر پر رواں دواں ہو جاتا ہے۔ یہ نظام خدا نے ہمیں عطا فرمایا ہے اور یہ اس الہام کی برکت ہے۔"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو ان کی اہم ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

"خدا آپ سے اور بھی بہت بڑے بڑے کام لے گا۔ ایسے بڑے بڑے کام لے گا کہ دنیا حیرت سے دیکھے گی۔ کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ جن بندوں کو ہم نے ذلیل اور بے طاقت سمجھ کر ٹھکرا دیا تھا۔ دیکھو دیکھو خدا ان سے بڑے بڑے عالمی انقلابات کے کام لے رہا ہے......... آپ اپنی حیثیت کو پہچانیں اور ہمیشہ بڑھتے ہوئے فضلوں کے ساتھ آپ کا سر اور بھی خدا کے حضور جھکتا چلا جائے۔"

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے افتتاحی خطاب سے یہ چند اقتباسات ہدیہ احباب کئے گئے ہیں۔ جن سے یہ امر واضح ہے۔

کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس منتخب جماعت کو دینِ حق کے غلبہ اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان کے لئے قائم فرمایا ہے ۔ اور خدائے ذوالجلال آسمان سے سلسلہ احمدیہ کی تائید و نصرت فرما رہا ہے ۔ پس آج دنیائے احمدیت کا ہر فرد ، پیر و جواں اور بچہ بچہ شاداں و فرحاں ہے اور اپنے ربّ کریم کے حضور سجدات شکر بجا لاتا ہے ۔ کہ اس نے اپنے بندوں کو کن فضلوں سے نوازا ہے ۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

مجلس انصار اللہ پاکستان اس مبارک موقعہ پر اپنے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور جماعت احمدیہ عالمگیر کو مبارک باد پیش کرتی ہے ۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیں اس نظام سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے ۔ اور ہر احمدی کے دل میں خدمت اور قربانی کا جذبہ موجزن رہے ۔

حسنِ کارکردگی ناظمین اضلاع مجالس انصار اللہ پاکستان

سال ۱۳۷۴ ہش ۱۹۹۵ء میں ناظمین اضلاع مجالس انصار اللہ پاکستان میں حسن کارکردگی کے لحاظ سے مندرجہ ذیل ناظمین اضلاع اسناد خوشنودی کے حقدار قرار پائے ہیں ۔

ان کے نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں منظوری کیلئے پیش کئے گئے تھے ۔ جو حضور نے منظور فرمائے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان سب کیلئے یہ اعزاز مبارک فرمائے (آمین)

۱۔ نظامت ضلع کراچی	اوّل	ناظم ضلع مکرم نعیم احمد خانصاحب
۲۔ نظامت ضلع مظفر گڑھ	دوم	ناظم ضلع مکرم محمود مجیب اصغر صاحب
۳۔ نظامت ضلع اسلام آباد	سوم	ناظم ضلع مکرم چوہدری عبدالواحد ورک صاحب

(قائد عمومی انصار اللہ ۔ پاکستان)

امام الکلام

اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ

سیّدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ..... صحابہ کرامؓ کے بارہ میں فرماتے ہیں:-

"جو جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میسر آئی تھی اور جس نے آپؐ کی قوتِ قدسی سے اثر پایا تھا۔ اس کے لئے قرآن شریف میں آیا ہے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ (البینۃ: ۹) اس کا سبب کیا ہے؟ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کا نتیجہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجوہِ فضیلت میں سے یہ بھی ایک وجہ ہے کہ آپؐ نے ایسی اعلیٰ درجہ کی جماعت تیار کی۔ میرا دعویٰ ہے کہ ایسی جماعت آدمؑ سے لے کر آخر تک کسی کو نہیں ملی...... سچا ایمان ابوبکرؓ اور دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا کیونکہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال تو مال جان تک کو دے دیا اور اس کی پرواہ بھی نہ کی۔ جان سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں ہوتی۔ مگر صحابہؓ نے اسے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا۔ انہوں نے کبھی اس بات کی پرواہ بھی نہیں کی کہ بیوی بیوہ ہو جائیگی یا بچے یتیم رہ جائیں گے۔ بلکہ وہ ہمیشہ اسی آرزو میں رہتے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ہماری زندگیاں قربان ہوں۔

مجھے ہمیشہ خیال آتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا نقش دل پر ہو جاتا ہے۔ اور کیسی بابرکت وہ قوم تھی اور آپؐ کی قوتِ قدسیہ کا کیسا قوی اثر تھا کہ اس قوم کو اس مقام تک پہنچا دیا۔ غور کر کے دیکھو کہ آپؐ نے ان کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا۔ ایک حالت اور وقت اُن پر ایسا تھا کہ تمام محرمات ان کے لئے شیرِ مادر کی طرح تھیں۔ چوری، شراب خوری، زنا، فسق و فجور سب کچھ تھا۔ غرض کون سا گناہ تھا جو اُن میں نہ تھا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت اور تربیت سے اُن پر وہ اثر ہوا۔ اور ان کی حالت میں وہ تبدیلی پیدا ہوئی کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی شہادت دی اور کہا اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ گویا بشریت کا چولہ اُتار کر مظہر اللہ ہو گئے تھے اور اُن کی حالت فرشتوں کی سی ہو گئی تھی جو یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ (التحریم: ۷) کے مصداق ہیں۔ ٹھیک ایسی ہی حالت صحابہؓ کی ہو گئی تھی۔ اُن کے دلی ارادے اور نفسانی جذبات بالکل دُور ہو گئے تھے۔ اُن کا اپنا کچھ رہا ہی نہیں۔ نہ کوئی خواہش تھی نہ آرزو۔ بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو۔ اور اس کے لئے وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح ہو گئے۔ قرآن شریف ان کی اس حالت کے متعلق فرماتا ہے۔ مِنْہُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْہُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا۔ (الاحزاب: ۲۴) (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۵۹۱-۵۹۵ نیا ایڈیشن)

کلام الامام

انسان کو اسی غرض کیلئے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ صفاتِ الٰہیہ کا مظہر بنے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود...... صِبْغَةَ اللّٰهِ کے ایک معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"صِبْغَةَ اللّٰهِ کے ایک یہ بھی معنی ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کا رنگ اختیار کرو...... یعنی ہمیشہ صفاتِ الٰہیہ کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرو اور دیکھتے رہو کہ تم صفاتِ الٰہیہ کے مظہر بنے ہو یا نہیں بنے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسی غرض کے لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صفاتِ الٰہیہ کا مظہر بنے اور اس کی قابلیت خود اُس نے انسانی فطرت کے اندر ودیعت کر دی ہے۔ کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ مَیں اُس کی ربوبیت کا مظہر نہیں بن سکتا یا رحمانیت کا مظہر نہیں بن سکتا یا رحیمیت کا مظہر نہیں بن سکتا یا مالک یوم الدین کا مظہر نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں یہ تمام قابلیتیں رکھ دی ہیں اور اسی کی طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی اشارہ کرتی ہے کہ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ...... اور درحقیقت (دینی) نقطۂ نگاہ سے اللہ تعالیٰ کا قُرب بھی وہی شخص حاصل کرتا ہے جو صفاتِ الٰہیہ کا مظہر بن کر اللہ تعالیٰ سے مشارکت پیدا کر لیتا ہے۔ اور اسی کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے۔ دیکھو آک کا ٹڈا آک کے پتوں میں رہ کر ویسا ہی رنگ اختیار کر لیتا ہے اور تیتری جن پھولوں میں اُڑتی پھرتی ہے ان کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ کیا ہم ٹڈوں اور تیتریوں سے بھی گئے گذرے ہیں اور ہمارا خدا نعوذ باللہ آک اور پھولوں سے بھی گیا گذرا ہے کہ ٹڈا اگر آک میں رہتا ہے تو اُن کا رنگ قبول کر لیتا ہے۔ تیتریاں جن پھولوں میں رہتی ہیں ان کا رنگ اخذ کر لیتی ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے بندے اس کے پاس جائیں اور وہ اس کا رنگ قبول نہ کریں۔ دراصل اپنے دل کی بدظنی ہی ہوتی ہے جو انسان کو ناکام و نامراد رکھتی ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 217)

◎

عربی منظوم کلام

وَطَهَّرَ وَادِي الْعِشْقِ بَحْرَ قُلُوْبِهِمْ

رُوَيْدَكَ لَا تَهْجُ الصَّحَابَةَ وَاحْذَرِ ∴ وَلَا تَقْفُ كُلَّ مُزَوِّرٍ وَّتَبَصَّرِ

سنبھل جا۔ صحابہ کی ہجو نہ کر اور ڈر اور ہر فریبی کے پیچھے نہ چل اور بصیرت سے کام لے

أُولٰئِكَ أَهْلُ اللّٰهِ فَاخْشَ فِنَاءَهُمْ ∴ وَلَا تَقْدَحَنْ فِيْ عِرْضِهِمْ بِتَهَوُّرِ

یہ لوگ اہل اللہ ہیں ان کے صحن میں داخل ہونے سے ڈر اور دیدہ دلیری سے ان کی عزت و آبرو پر طعنہ زنی نہ کر

أُولٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ حُفَّاظُ دِيْنِهٖ ∴ وَإِيْذَاءُهُمْ إِيْذَاءُ مَوْلًى مُّؤْثِرِ

یہ سب اللہ کا گروہ ہیں اور اس کے دین کے محافظ ہیں اور ان کو ایذا دینا انہیں پسند کرنے والے مولیٰ کو ایذا دینا ہے

تَصَدَّوْا لِدِيْنِ اللّٰهِ صِدْقًا وَّطَاعَةً ∴ لِكُلِّ عَذَابٍ مُّحْرِقٍ أَوْ مُدَمِّرِ

وہ تیار ہو گئے دین الٰہی کی خاطر صدق اور اطاعت سے، ہر جلانے والے یا مہلک عذاب کے اٹھانے کے لئے

وَطَهَّرَ وَادِي الْعِشْقِ بَحْرَ قُلُوْبِهِمْ ∴ فَمَا الزَّبْدُ وَالْغُثَاءُ بَعْدَ التَّطَهُّرِ

عشق کی وادی نے ان کے دلوں کے سمندر کو پاک کر دیا پس جھاگ اور میل کچیل پاک ہو جانے کے بعد باقی نہیں رہی

وَجَآءُوْا نَبِيَّ اللّٰهِ صِدْقًا فَنُوِّرُوْا ∴ وَلَمْ يَبْقَ أَثَرٌ مِّنْ ظَلَامٍ مُّكَدِّرِ

اور وہ اللہ کے نبی کے پاس صدقِ دل سے آئے تو روشن کر دیئے گئے اور کدورت پیدا کرنے والی تاریکی کا کوئی اثر باقی نہ رہا

بِأَجْنِحَةِ الْأَشْوَاقِ طَارُوْا إِطَاعَةً ∴ وَصَارُوْا جَوَارِحَ لِلنَّبِيِّ الْمُوَقَّرِ

وہ فرمانبرداری کرتے ہوئے شوق کے پروں کے ساتھ اڑے اور نبیٔ محترم کے لئے وہ دست و بازو بن گئے

وَتَرَكُوْا هَوَى الْأَوْطَانِ لِلّٰهِ خَالِصًا ∴ وَجَآءُوا الرَّسُوْلَ كَعَاشِقٍ مُّتَخَيِّرِ

اور انہوں نے خلوصِ نیت سے اللہ کیلئے وطن کی محبت چھوڑ دی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عاشق شیدا کی طرح آئے

(سر الخلافہ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۸۶)

فارسی منظوم کلام

صادقاں را مے شناسد چشمِ یار

راہِ حق بر صادقاں آساں تراست ⁂ ہر کہ جوید دامنش آید بدست
صادقوں کے لئے خدا کا راستہ پانا بہت آسان ہے جو خدا کو ڈھونڈتا ہے تو خدا کا دامن اسکے ہاتھ میں آجاتا ہے

ہر کہ جوید وصلش از صدق و صفا ⁂ رہ دہندش سوئے آں ربّ السماءٗ
جو بھی صدق و صفا کے ساتھ اس کا وصل چاہتا ہے اُس کے لئے آسمانوں کا خدا وصل کا راستہ کھول دیتا ہے

صادقاں را مے شناسد چشمِ یار ⁂ کید و مکر اینجا نمے آید بکار
یار کی نظر سچوں کو پہچان لیتی ہے۔ مگر اور چالاکی یہاں کام نہیں آتی

صدق مے باید برائے وصلِ دوست ⁂ ہر کہ بے صدقش بجوید حمقِ اوست
دوست کے وصل کے لئے صدق درکار ہے جو بغیر صدق کے اسے ڈھونڈتا ہے وہ بیوقوف ہے

صدق ورزے در جنابِ کبریا ⁂ آخرش مے یابد از یمنِ وفا
خدا کے حضور صدق کو اختیار کرنے والا آخر کار اپنی وفا کی برکت سے اُسے پالیتا ہے

صد درے مسدود بکشاید بہ صدق ⁂ یارِ رفتہ باز مے آید بہ صدق
سینکڑوں بند دروازے صدق کی وجہ سے کھل جاتے ہیں گیا ہوا دوست صدق کی وجہ سے پھر آجاتا ہے

صدق ورزاں را ہمیں باشد نشاں ⁂ کز پئے جاناں بکف دارند جاں
سچوں کی یہی علامت ہے۔ کہ معشوق کی خاطر ان کی جان ہتھیلی پر ہوتی ہے

(سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ صہ ۹۹)

اُسوۂ حسنہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی

اللہ تعالیٰ سے انتہا درجہ کی محبّت

عبادت میں عاشقانہ رنگ

(۷)

ــــــ ایڈیٹر

(سلسلہ کے لئے دیکھیں ماہنامہ انصاراللہ جنوری ۱۹۹۶ء)

ہر کہ جوید وصلش از صدق و صفا　∴　رہ دہندش سُوئے آں ربُّ السماء

تانباشد عشق و سَودا وُ جنوں　∴　جلوہ ننماید نگارِ بے چگوں

(سراج منیر)

جو بھی صدق و صفا کے ساتھ اس کا وصل چاہتا ہے اس کے لئے آسمانوں کا خدا وصل کا راستہ کھول دیتا ہے۔ جب تک عشق اور سودا اور جنون نہ ہو تب تک وہ بے مثال معشوق اپنا جلوہ نہیں دکھاتا۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے یہ اشعار محبوبِ حقیقی کے وصل اور محبت کا انحصار صدق و صفا اور عشق و جنوں پر قرار دیتے ہیں۔ اور یہ وہ رنگ ہے جو محبوبِ ازلی کی عبادت اور اس کے ذکر د محویت سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اسی کا ذکر گذشتہ مضامین میں کیا گیا ہے۔ کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عبادتِ نماز میں یہ رنگ کس درجۂ کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ اس میں کتنا تذلّل، عجز و انکسار پایا جاتا تھا۔ یہ وہ محبت تھی جو عبادت کی حقیقی روح اور بنیاد ہے اور اسے مسکنِ محبت کا ستون بتایا گیا ہے۔ اور اس بناء پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

"عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

قَالَ..... اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان فرماتے ہیں۔ کہ نماز دین کا ستون ہے۔ دین جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے راستے متعین کرتا ہے۔ وہ سب سے بہترین اور افضل راستہ

نماز کا دکھاتا ہے ۔ جس سے انتہا درجہ کی محبّت حاصل ہوتی ہے ۔ سیدنا حضرت مسیح موعود ... فرماتے ہیں:

"عبادت کیا ہے ۔ جب انتہا درجہ کی محبت کرتا ہے ۔ جب انتہا درجہ کی امید ہو، انتہا درجہ کا خوف ہو ۔ یہ سب عبادت میں داخل ہے ۔" (ملفوظات جلد ا صفحہ ۴۷۷)

انسان کی فطرت میں عبادت رکھی گئی ہے اور جب وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کو اپنا مقصود و مطلوب بناتا ہے تو اس میں انتہائی محبت کا رنگ لازماً ہوگا ۔ اور وہ "عبد اللہ" کہلائے گا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبودیت کی ایک کامل تصویر جو نماز کے رنگ میں پیش کی ہے ۔ ادب، عجز، انکسار، وارفتگی، خود سپردگی اور جانفشانی یہ محبت وجنوں اور سوز و عشق کی مکمل تصویر خود آپؐ کے اندر پائی جاتی تھی ۔ آپ نے اسی کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اور سرور کا موجب بھی قرار دیا ۔ اور اپنی رُوح کی غذا بھی ۔

نوافل :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محبت الٰہی کے ارفع مقام پر تھے ۔ پنجوقتہ نماز پر با نماز باجماعت سے علاوہ نوافل اور تہجد کی عبادات کا بھی غیر معمولی شغف تھا ۔ آپؐ نے اپنے گھر میں اور بے آباد مقامات کی تنہائیوں میں بھی عبادت کی ۔ حرا کی تاریک راتیں اور اجاڑ جنگلوں اور بیابانوں میں بھی اپنے خدا کو یاد کیا ۔ فرض نمازوں کے علاوہ آپ نے نوافل عبادت کا ذکر یوں فرمایا:۔

"عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَاِنَّ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ ۔" (بخاری کتاب الاعتصام)

حضرت زید بن ثابتؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اے لوگو! اپنے گھروں میں بھی نماز پڑھا کرو ۔ کیونکہ آدمی کی سب سے افضل نماز وہ ہے جو وہ گھر میں پڑھتا ہے ۔ سوائے فرض نماز کے ۔

اس طرح حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں کو بھی ذکر و محبت الٰہی سے خالی نہیں رہنے دیا ۔ اور محبت کے حصول کو مقدم رکھتے ہوئے فرمایا:۔

"اَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ ۔" (بخاری کتاب الصلوٰۃ)

یعنی میری اُمّت کے جس شخص پر جہاں بھی نماز کا وقت آجائے وہیں نماز پڑھ لے ۔

یہاں پر نہایت واضح فرما دیا کہ عبادت گاہ یا قیام و حضر کے تکلف میں پڑے بغیر جہاں بھی توجہ

اور تنہائی نصیب ہو وہی تضرع اور ابتہال سے یاد الٰہی میں مصروف ہو جائے ۔ پھر نوافل اور سنّت کی رکعات ادا کرنے کے لئے مزید فرمایا :۔

"اِجْعَلُوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ مِنْ صَلَاتِکُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْھَا قُبُوْرًا ۔"

(بخاری کتاب الصلوٰۃ)

یعنی تم اپنے گھروں میں بھی نماز پڑھا کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ ۔ چنانچہ ذکرِ الٰہی سے آباد گھر اپنے پورے ماحول کو محبت الٰہی کی خوشبو سے معطّر رکھنے کی ہدایت فرما دی ۔ تاکہ گھروں میں برکتوں کا نزول ہو اور وہ خدا تعالیٰ کی تجلّیات کے ظہور کی آماجگاہ بنیں ۔ کیونکہ جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر بلند ہوگا ۔ وہاں منفی تحریکات کی نحوست نہیں آسکے گی ۔ یہ وہ برکاتِ محبت تھیں جو ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو بدرجۂ اتم حاصل ہوئیں ۔

تہجّد : نوافل کا ہی ایک رنگ تہجد کی نماز ہے ۔ جو آدھی رات کو سو کر جاگنے کے بعد اپنے محبوب کے سامنے ایک اور حاضری ہے ۔ اور یہ حضورِ قلب کی اعلیٰ درجہ کی کیفیت ہے ۔

ایک حدیث قدسی میں ہے ۔ کہ رات کے تیسرے پہر اللہ تعالیٰ جو بڑی شان والا ہے ۔ سماءِ دنیا پر آتا ہے اور پکارتا ہے ۔ فرمایا :۔

"مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبَ لَہٗ مَنْ یَّسْأَلُنِیْ فَاُعْطِیَہٗ مَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَ لَہٗ ۔"

(بخاری کتاب التوحید)

کون مجھے پکارتا ہے کہ میں اس کا جواب دوں کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے عطا کروں ۔ کون مجھ سے بخشش طلب کرتا ہے کہ میں اسے بخش دوں ۔

گویا یہ وہ محبت و پیار حاصل کرنے کے سلیقے ہیں ۔ جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک اسوہ ہے اور آپؐ کے وجودِ رحمت نے بنی نوع انسان کے لئے بھی یہی راہیں پسند کیں اور یہی افضل و اقربِ راہِ محبت ہے ۔

ع کوئی راہ نزدیک تر راہِ محبّت سے نہیں

عبادات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طویل قیام اور سوز و گداز کے ذکر میں بیان کیا جا چکا ہے ۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے ۔ کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے فضلوں کی یاد میں اس قدر محو ہوتے اور عبادت کے دوران عالم محویت کی یہ کیفیت ہوتی اور یہ سلسلہ

اتنا طویل ہوتا کہ قیام کی حالت میں آپ کے پاؤں متورّم ہو جاتے ۔

"فَيُقَالُ لَهٗ فَيَقُوْلُ اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۔ (بخاری جلد اکتاب التہجد)

توجب لوگ آپؐ سے کہتے (کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں) تو آپؐ فرماتے ہیں ۔ کہ (اللہ کے فضلوں پر) کیں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں ۔

تہجد کے اثرات ۔۔ اور اسوۂ رسولؐ :

تہجد کے غیر معمولی اثرات و تغیرات کا ذکر قرآن کریم میں ہے (اور آپ کا پاکیزہ اسوہ بھی قرآن کریم کے مطابق ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ۔ (مزمل : ۷)

رات کا اٹھنا نفس کو پیروں کے نیچے مسلنے میں سب سے کامیاب نسخہ ہے ۔ اور رات کے جاگنے سے سچ کی بھی عادت پڑ جاتی ہے ۔ یعنی عبادت کی وجہ سے اس کی رُوحانیت کامل ہو جاتی ہے اور وہ صداقت سے وابستہ ہوتا ہے اور خلافِ فطرت صحیحہ جھوٹ سے گریز اختیار کرتا ہے ۔

پھر ان روحانی تغیرات کے لئے تہجد کے آپ اوّلین مخاطب ہیں ۔ فرمایا :

"وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۔" (بنی اسرائیل : ۸۰)

اور رات کو بھی اس (قرآن) کے ذریعہ سے کچھ سو لینے کے بعد شب بیداری کیا کر ۔ یعنی نماز تہجد ادا کر ۔ جو تجھ پر زائد انعام ہے ۔ اس طرح یہ متوقع ہے کہ تیرا رب تجھے مقامِ محمود پر کھڑا کرے ۔

سورہ مزمّل میں آپؐ کی شب بیداری کی عبادت کے ذکر میں فرمایا :

"اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ ۔" (مزمّل : ۲۱)

تیرا رب جانتا ہے کہ تُو دو تہائی رات سے کچھ کم نماز کے لئے کھڑا رہتا ہے اور کبھی کبھی نصف کے برابر اور کبھی ایک تہائی کے برابر ۔

حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ کی نمازِ تہجد بعض اوقات اتنی لمبی ہوتی تھی کہ نوجوان بھی آپؐ کے ساتھ کھڑے نہ ہو سکتے تھے ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ لَيْلَةً مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى هَمَمْتُ بِاَمْرِ سُوْءٍ قِيْلَ لَهٗ وَمَا هَمَمْتَ قَالَ هَمَمْتُ اَنْ اَقْعُدَ وَاَدَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہوگیا۔ تو آپؐ نے اتنی دیر قیام کیا کہ میں نے ایک ایسی بات کا ارادہ کیا جو بُری تھی (اچھی نہ تھی) دریافت کیا گیا آپ نے کیا ارادہ کیا تھا۔ جواب دیا کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں بیٹھ جاؤں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلے کھڑا رہنے دوں۔ اس روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عبادت میں طویل قیام اور انہماک کا مبارک اسوہ نظر آتا ہے۔

شب بیداری میں استقلال :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مقدسہ میں کبھی بھی کوئی لمحہ ایسا نہ آیا کہ آپؐ کے حُسنِ عبادت میں کوئی فرق آیا ہو۔ ہمیشہ ایک ہی طرزِ عمل رہا۔ جو قربِ الٰہی پانے کے لئے مستقل طریق تھا۔ عبادت کے مختلف طریق ہیں۔ کہ نہ معلوم وہ محبوب حقیقی کس ذریعہ سے محبت و قرب کا اعلیٰ مقام دے دے۔ آپ کی عبادات کے اس تسلسل اور استقامت پر حضرت عائشہؓ کے دل میں سوال پیدا ہوا۔ آپ فرماتی ہیں :-

"فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ فَقَالَ یَا عَائِشَۃُ اِنَّ عَیْنَیَّ تَنَامَانِ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ۔ (بخاری کتاب التہجد)

میں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ (جبکہ آپ مسلسل عبادات میں مصروف رہتے ہیں) آپؐ وتر ادا کرنے سے پہلے سوتے بھی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اے عائشہ میری آنکھیں تو سوتی ہیں مگر میرا دل نہیں سوتا وہ ہمیشہ بیدار رہتا ہے (یعنی مصروف عبادت رہتا ہے)

پس آپؐ کی ایک ہی یاد تھی جس کے لئے دل دھڑکتا رہتا۔ اور وہ محبت الٰہی کی یاد تھی۔

پس آخرِ شب ہو یا دن اور رات کا کوئی لمحہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت عدیم المثال تھی۔ جس راہ سے اور جس ذریعہ سے بھی ربّ کریم کی محبت مل جائے۔ اسی مبارک راہ کو اختیار کیا۔ (جاری)

سیّدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"ابتلاؤں میں ہی دعاؤں کے عجیب و غریب خواص اور اثر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا تو دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے۔" (ملفوظات جلد سوم صـ۲۰۱)

محمدؐ مصطفیٰؐ ہے مجتبیٰؐ ہے

محمدؐ مصطفیٰ ہے مجتبیٰ ہے
محمدؐ مہ لقا ہے دل رُبا ہے

محمدؐ جامع حُسن و شمائل
محمدؐ مُحسنِ ارض و سما ہے

کمالاتِ نبوّت کا خزانہ
اگر پوچھو تو ختم الانبیا ہے

شریعت اس کی کامل اور مدلّل
غذا ہے اور دَوا ہے اور شفا ہے

مبارک ہے یہ آنحضرت کی اُمّت
کہ عالِم اس کا مثلِ انبیاء ہے

وہ سنگِ گوشۂ قصرِ رسالت
یہی "تورات" نے اس کو لکھا ہے

گرا جس پر ہُوا وہ چُورا چُورا
گرا جو اُس پہ خود ٹکڑے ہوا ہے

کہا ہے سچ مسیحِ ناصری نے
نزول اُس کا نزولِ کبریا ہے

محمدؐ نیّرِ راہِ ھُدیٰ ہے
محمدؐ شافعِ روزِ جزا ہے

محمدؐ فخرِ شانِ آدمیّت
محمدؐ مظہرِ ذاتِ خدا ہے

محمدؐ باعثِ تکوینِ عالم
جسے لولاک خالق نے کہا ہے

محمدؐ پیکرِ عصمت سَراسر
کہ ہر بات اس کی وحیِ بے خطا ہے

محمدؐ قابَ قوسینِ محبّت
شفیعِ وصلِ انسان و خدا ہے

محمدؐ رحمتہ اللعالمیں ہے
عدو تک جس کے اِحساں سے دبا ہے

محمدؐ حاملِ توحیدِ باری
جو عالم کے لئے رازِ بقا ہے

محمدؐ صاحبِ اخلاقِ کامل
جمالی اور جلالی ایک جا ہے

ہر اِک حالت سے گزرا جبکہ وہ خود
تو ہر اِک خُلق بھی دِکھلا دیا ہے

محمدؐ رازدانِ علمِ یزداں
کہ باطل جس سے سحرِ فلسفہ ہے

محمدؐ قاسمِ انعامِ کوثر
ہر اِک نعمت جہاں بے انتہا ہے

غرض سچ مچ محمدؐ ہے محمدؐ
جبھی تو چار سُو صلِّ علیٰ ہے

انتخاب از کلام حضرت سید میر محمد اسماعیل....

◎

نہ دانم ہیچ نفسے در دو عالم ✧ کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ
اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس ✧ بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ

(کلام حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

قرآن کریم کی عظمت اور اس کی تاثیرات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول .... کے الفاظ میں

مرتبہ: محترم مرزا خلیل احمد قمر صاحب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول ..... قرآنی علوم و معارف کے حامل عاشق قرآن وجود تھے۔ آپ نے ساری عمر قرآن شریف اور مختلف علوم کی کتب کے مطالعہ اور غور و فکر میں گزاری اور جہاں بھی رہے درس القرآن کا سلسلہ جاری رکھا۔ جب آقا و مطاع کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قادیان میں مستقل رہائش اختیار کی تو وہاں بھی درس شروع کر دیا جس میں احمدی اور دیگر احباب شامل ہوتے رہے۔ اگر کسی ضرورت سے چند یوم کیلئے بھی کہیں تشریف لے جاتے تو وہاں بھی یہ سلسلہ جاری رہتا۔ آپ کے یہ درس جماعت احمدیہ کے اخبارات اور رسائل الحکم۔ البدر۔ تشحیذ الاذہان۔ رسالہ تعلیم۔ الفضل اور احمدی میں شائع ہوتے رہے۔ جو بعد میں حقائق الفرقان کے نام سے چار جلدوں میں شائع ہوئے۔ یہ ایک مفید خزانہ ہے جس سے ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق مستفیض ہو سکتا ہے۔

یہاں چند اقتباسات دئے جا رہے ہیں۔ جو قرآن کریم کی عظمت اور اس کی تاثیرات کے ساتھ ساتھ آپ کی اس عظیم کتاب کے ساتھ محبت پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔

قرآن مجید سیکھنے کا طریق

"بارہا یہ بات میرے دل میں پیدا ہوتی ہے اور جوش اٹھتا ہے کہ لوگ اس ارشاد الٰہی پر کیوں عمل نہیں کرتے؟ تمہیں فخر ہے کہ قرآن فہمی ہم میں ہے۔ مگر یہ فخر جائز اس وقت ہوگا کہ تم ایک بار اس قرآن کو دستور العمل بنانے کے واسطے سارا پڑھ لو۔

لوگ مجھ سے پوچھا کرتے ہیں کہ قرآن شریف کیونکر آ سکتا ہے۔ مَیں نے بارہا اس کے متعلق بتایا ہے کہ اول تقویٰ اختیار کرو۔ پھر مجاہدہ کرو اور پھر ایک بار خود قرآن شریف کو

دستور العمل بنانے کے واسطے پڑھ جاؤ۔ جو مشکلات آئیں ان کو نوٹ کر لو۔ پھر دوسری مرتبہ اپنے گھر والوں کو سناؤ۔ اس وقت مشکلات باقی رہ جائیں ان کو نوٹ کر لو۔ اس کے بعد تیسری مرتبہ اپنے دوستوں کو سناؤ۔ چوتھی مرتبہ غیروں کے ساتھ پڑھو۔ میں یقین کرتا ہوں اور اپنے تجربے سے کہتا ہوں کہ پھر کوئی مشکل مقام نہ رہ جائے گا۔ خدا تعالیٰ خود مدد کرے گا۔ لیکن غرض ہو اپنی اصلاح اور خدا تعالیٰ کے دین کی تائید۔ کوئی اور غرض درمیان نہ ہو۔ بڑی ضرورت عمل درآمد کی ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد دوم صـ۳۱۵)

قرآن مجید ہی ایسی کتاب ہے جس کے مطالعہ سے اکتاہٹ نہیں ہوتی

"میں نے دنیا کی بہت سی کتابیں پڑھی ہیں اور بہت ہی پڑھی ہیں۔ مگر ایسی کتاب دنیا کی، دلربا، راحت بخش، لذت دینے والی، جس کا نتیجہ دکھ نہ ہو، نہیں دیکھی جس کو بار بار پڑھتے ہوئے مطالعہ کرتے ہوئے اور اس پر فکر کرنے سے جی نہ اکتائے، طبیعت نہ بھر جائے اور یا بدخو دل اکتا جائے اور اسے چھوڑ نہ دینا پڑا ہو۔ میں پھر تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میری عمر، میری مطالعہ پسند طبیعت، کتابوں کا شوق، اس امر کو ایک بصیرت اور کافی تجربہ کی بناء پر کہنے کے لئے جرأت دلاتے ہیں کہ ہرگز ہرگز کوئی کتاب ایسی موجود نہیں ہے۔ اگر ہے تو وہ ایک ہی کتاب ہے۔ وہ کون سی کتاب؟

ذَٰلِكَ الْكِتَٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ

کیسا پیارا نام ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے سوا کوئی ایسی کتاب نہیں ہے کہ اس کو جتنی بار پڑھو جس قدر پڑھو اور جتنا اس پر غور کرو اسی قدر لطف اور راحت بڑھتی جاوے گی۔ طبیعت اکتانے کی بجائے چاہے گی کہ اور وقت اس پر صرف کرو۔ عمل کرنے کے لئے کم از کم جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور دل میں ایمان، یقین اور عرفان کی لہریں اٹھتی ہیں۔"

(حقائق الفرقان جلد اوّل صـ۳۴)

خوشی حاصل کرنے کا ذریعہ

"میں تم کو قرآن شریف سناتا ہوں۔ مدعا اس سے میرا یہ ہوتا ہے کہ تم اس پر عمل کرو اور عمل کر کے اس سے نفع اٹھاؤ۔ قرآن کریم پر عمل کرنے سے انسان کے آٹھ پہر خوشی سے گزرتے ہیں۔ قرآن شریف پر عمل کرنے سے انسان کو خوشی د

عزت اور کم سے کم بندوں کی اتباع اور محتاجی سے نجات ملتی ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد دوم صـ۵۷)

نفس کی خواہش جاتی رہی

"ایک مرتبہ میرے دل میں ایک...... خواہش پیدا ہوئی۔ میں نے بہت سی حمائلیں خرید لیں۔ ایک جیب میں ایک صدری میں اور ایک ہاتھ میں۔ ایک بستر میں۔ ایک الماری میں۔ غرض کوئی جگہ خالی نہ رہی۔ جب خیال آیا فوراً قرآن نظر پڑتا۔ یہاں تک کہ نفس کی وہ خواہش جاتی رہی۔"

(حقائق الفرقان جلد ۲ صـ۲۱)

دشمن سے حفاظت کا باعث

"ہمارے نبی کریمؐ نے زرہ بنائی۔ وہ اسلام ہے۔ اور پھر میرے ہاتھ میں وہ قرآن ہے۔ کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کوئی شخص اس کتاب کے فہم والے کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مجھ سے خدا نے وعدہ کیا ہے کہ میں نہیں دشمن کے مقابل پر اس کے معنے سمجھاؤں گا۔"

(حقائق الفرقان جلد ۳ صـ۱۳۳)

بچوں کو قرآن شریف سنانے کے فائدے

"میں اپنے بچوں کو بھی قرآن شریف سنایا کرتا ہوں۔ اب کوئی یہ نہ جانے۔ کیا سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اس کا اثر کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے۔

ایک عورت بیمار تھی۔ وہ اس حالتِ مرض میں جرمن بولتی تھی۔ لوگ حیران تھے۔ مگر آخر معلوم ہوا کہ چھوٹی عمر میں کسی پادری کی زبان سے جرمن زبان کا لیکچر سنتی تھی۔ اس پنہانی اثر کی وجہ سے مرض میں جرمنی بولتی تھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی اذان سنانے کا حکم دیا ہے۔ یہ لغو نہیں بلکہ اس کا اثر آئندہ عمر پر پڑتا ہے۔"

(حقائق الفرقان
جلد ۲ صـ۳۲۱)

قرآن شریف حصولِ راحت کا ذریعہ

"میں اپنے تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ قرآن شریف سے بڑھ کر راحت بخش کوئی کتاب اور اس کا مطالعہ نہیں ہے ...... مجھے قرآن اس قدر محبوب ہے کہ میں بار بار اس کا تذکرہ کرنا۔ اس کا پیارا نام لینا اپنی غذا سمجھتا ہوں اور اسی دُھن اور لَو میں ابھی تک میں نے اس مضمون پر جو میں نے شروع کیا تھا کچھ بھی نہیں کہہ سکا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض آدمی میرے اس قسم کے طرزِ بیان کو پسند نہ کرتے ہوں۔ مگر میں کیا کروں، میں مجبور ہوں۔ اپنے عشق کی وجہ سے بار بار اپنے محبوب کے تذکرہ سے ایک لذت ملتی ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد ۲ صـ ۲۴۷-۲۴۸)

قرآن شریف سے بڑھ کر کوئی کتاب نہیں

"میں نے بہت سی کتابیں پڑھی ہیں اور خوب سمجھ کر پڑھی ہیں۔ مجھے قرآن کے برابر پیاری کوئی کتاب نہیں ملی۔ اس سے بڑھ کر کوئی کتاب پسند نہیں۔ قرآن کافی کتاب ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد ۴ صـ ۳۴۲)

قرآن شریف کی ہر بار نئی جلوہ گری

"میں جب قرآن شریف پڑھتا ہوں تو اسے نئی شان میں پاتا ہوں۔ قرآن کے بعد کوئی نئی کتاب، آنے والی نہیں۔ بس وہی نئی شان میں جلوہ گر ہوتا ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد ۴ صـ ۱۰۷)

قرآن شریف غنی کر دیتا ہے

"میرا تو اعتقاد ہے کہ اس کتاب کا ایک رکوع انسان کو بادشاہ سے بڑھ کر خوش قسمت بنا دیتا ہے۔ جس باغ میں میں رہتا ہوں۔ اگر لوگوں کو خبر ہو جاوے تو مجھے بعض دفعہ خیال گزرتا ہے کہ میرے گھر سے قرآن نکال کر لے جاویں۔ مسلمانوں کے پاس ایسی مقدس کتاب ہو اور پھر وہ تکالیف میں، مشکلات میں پھنسے ہوں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔"

(حقائق الفرقان جلد ۳ صـ ۷۶)

درس سُننے والوں کے لئے دعا

"میری طبیعت تو ضعیف ہے۔ مگر دل میں آیا کہ زندگی کا بھروسہ نہیں۔ معلوم نہیں کہ کس وقت موت آجاوے کچھ قرآن سُنا دیا جاوے تو اچھا ہے۔

فرمایا! آج مجھے بہت جوش ہوا کہ درس قرآن سُننے والوں کے واسطے خصوصیت سے دعا کروں۔ پس جو اس وقت حاضر ہیں ان کے واسطے میں نے بہت بہت دعائیں درس شروع کرنے سے پہلے کی ہیں۔"

(حقائق الفرقان جلد ۳ صـ۵)

قرآن شریف کے تین لفظوں سے مذاہب کا ردّ

"اپنی بات بتاتا ہوں۔ جس قدر مذاہب ہیں۔ میں نے ان کو ٹٹولا ہے۔ ان کو پرکھ پرکھ کر دیکھا ہے۔ قرآن کریم کے تین تین لفظوں سے میں ان کو ردّ کرنے کی طاقت رکھتا ہوں۔"

(حقائق الفرقان جلد ۴ صـ۵۰۲)

تین ماہ میں قرآن شریف پڑھا سکتا ہوں

"میں تین مہینے میں قرآن شریف پڑھا سکتا ہوں۔ بشرطیکہ پانچ سات آدمیوں کی ایک جماعت ہو۔ قرآن کے لئے بھی دعا مانگنی چاہیئے اور متقی بننا چاہیئے۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ۔"

(حقائق الفرقان جلد ۴ صـ۴۵۷)

قرآن شریف میری غذا ہے

"قرآن شریف میری غذا اور میری تسلّی اور اطمینان کا سچّا ذریعہ ہے۔ اور میں جب تک ہر روز اس کو کئی مختلف رنگ میں پڑھ نہیں لیتا مجھے آرام اور چین نہیں آتا۔ بچپن ہی سے میری طبیعت خدا نے قرآن شریف پر تدبّر کرنے والی رکھی ہے۔ اور میں ہمیشہ دیر دیر تک قرآن شریف کے عجائبات اور بلند پروازیوں پر غور کیا کرتا ہوں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس قدر اہتمام اس کی تبلیغ میں کیا ہے اس نے مجھے اس سُورۃ شریف (سورہ جمعہ۔ ناقل) میں بہت ہی زیادہ غور اور فکر کرنے کی طرف متوجہ کیا اور میں نے دیکھا ہے کہ اس سورہ شریف میں قیامت تک کے عجائبات سے آگاہ کیا گیا ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد ۴ صـ۸۲)

دعوت الی اللہ اور اُسوۂ صحابہ

—————— محترم شبیر احمد ثاقب صاحب ۔ استاذ الجامعہ

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّت کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دلوں میں دعوت الی اللہ کے لئے سچی تڑپ پائی جاتی تھی ۔ انہیں توحید الٰہی سے بے انتہا محبت تھی اور اشاعتِ توحید کے لئے اپنے اعزّہ واقارب، دوستوں اور بلا امتیاز ہر امیر اور غریب کے پاس جاتے اور انہیں پیغامِ حق پہنچاتے ۔ اس کے لئے صحابہ نے بڑی بڑی قربانیاں دیں ۔ ہر قسم کے مصائب اور دُکھوں سے آزمائے گئے ۔ جان تک کے نذرانے پیش کئے ۔ مگر دعوت الی اللہ کا فریضہ بڑے استقلال سے ادا کرتے رہے ۔ اور اس مقدس کام میں کوئی کمی نہ آنے دی ۔

قرآن کریم نے صحابہ اور ان کی اتباع کرنے والوں کے ذکر میں فرمایا ہے :-

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

(سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۰۰)

اور مہاجرین اور انصار میں سے سبقت لے جانے والے اور وہ لوگ بھی جو کامل اطاعت دکھاتے ہوئے ان کے نقشِ قدم پر چلے اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے ۔ اس نے ان کے لئے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ۔ وہ اُن میں ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے ۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے ۔

یہ آیت کریمہ خدماتِ دینیہ اور مہماتِ جہاد میں سبقت لے جانے والے ایسے لوگوں کو جنّتِ ابدی اور فوزِ عظیم کی بشارت دے رہی ہے جو صحابہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ آپ کے صحابہ کی پیروی کریں گے اور اُن کی متعین کردہ راہوں کو اختیار کریں گے وہ اعلیٰ مقاصد پالیں گے ۔ فرمایا

"اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ"

کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم جس کے پیچھے چلو گے ہدایت پاؤ گے۔

صحابہ کرام کی دعوت الی اللہ کے بارہ میں بعض ایمان افروز واقعات دیئے جا رہے ہیں۔ جن سے ان کا ذوق و شوق اور قربانیوں کی روشن مثالیں نظر آتی ہیں۔

○

حضرت ابوذر غفاریؓ فطرۃً نیکی کے قبول کرنے کا مادہ رکھتے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات سے پہلے ہی ایک خدا کی عبادت کرتے تھے۔ ایک بار حُسنِ اتفاق سے ان کے بھائی انیس مکہ میں آئے اور واپس جا کر ان کو خبر دی کہ تمہارا ایک ہم مذہب پیدا ہوا ہے جو اپنے آپ کو خدا کا رسول کہتا ہے۔ لوگ اگرچہ اسے شاعر۔ کاہن اور ساحر کہتے ہیں لیکن مجھے اس کا کلام ان سب سے مختلف معلوم ہوتا ہے۔ یہ سُن کر حضرت ابوذر غفاریؓ کے دل میں بھی شوق پیدا ہوا اور تحقیق کے لئے خود مکہ آئے۔ ایک دن رسول اللہؐ اور حضرت ابوبکرؓ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ اس وقت ابوذر غفاریؓ بھی وہیں عبادت میں مشغول تھے۔ جب فارغ ہوئے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ آنحضرتؐ نے ان سے مختلف حالات دریافت فرمائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے رات کے کھانے کی دعوت دی۔ دعوت میں آنحضرتؐ بھی تشریف فرما تھے۔ یہی تبلیغی نشست ان کی کایا پلٹنے کا موجب بنی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد یہ دوبارہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ مجھے ہجرت کا حُکم ہُوا ہے تم میری طرف سے اپنی قوم کو اسلام کا پیغام پہنچاؤ۔ شائد تمہاری وجہ سے خدا ان کو نفع پہنچائے اور انہیں ثواب ہو۔ آپ واپس گئے اور اپنے بھائی انیس کو دعوتِ اسلام دی۔ انہوں نے بخوشی لبیک کہا۔ اس کے بعد اپنی والدہ کو تبلیغ کی وہ حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔ پھر اپنی ساری قوم کو اسلام کی دعوت دی۔ آپ کی تبلیغی مساعی کو خدا نے بارآور کیا اور آپ کی قوم کی آدھی آبادی آپ کے ذریعہ اسلام کے نُور سے منوّر ہوگئی۔ باقی نصف نے کہا کہ رسول اللہ کی ہجرت کے بعد ہم لوگ اسلام لائیں گے (شاید وہ ہجرت کا انجام اور باقی اقوام کا ردِّ عمل دیکھنے کے منتظر تھے) چنانچہ جب ہجرت ہوگئی اور آنحضورؐ مدینہ تشریف لائے تو وہ لوگ بھی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ قبیلہ غفّار کے متصل اسلم قبیلہ آباد تھا۔ وہ لوگ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا۔ یا رسول اللہؐ جس چیز پر ہمارے بھائی اسلام لائے ہیں۔ اس پر ہم بھی اسلام لاتے ہیں۔ آپؐ نے یہ سُن کر فرمایا

غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰہُ لَہَا وَأَسْلَمُ سَالَمَہَا اللّٰہُ۔

خدا غفار قبیلہ کو اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے اور اسلم کو سلامت رکھے۔
(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل ابی ذر)

حضرت طفیل بن عمرو جو دوس قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ جب مکہ آئے تو لوگوں نے کہا یہاں ایک ساحر (جادوگر) ہے۔ تم ہوشیار رہنا۔ اس کا جادو تم پر نہ چل جائے۔ یہ اس خوف سے کانوں میں رُوئی ٹھونسے مکہ کی گلیوں میں پھرتے رہے۔ ایک دفعہ خیال آیا کہ میں ایک قادر الکلام شخص ہوں آخر اُس شخص کا کلام مجھ پر کیا اثر کرے گا۔ یہ خیال آتے ہی کانوں سے رُوئی نکال پھینکی۔ اِدھر یہ ظاہری رکاوٹ دُور ہوئی اور جہالت کا یہ پردہ چاک ہوا اُدھر کلامِ الٰہی سُنا تو کانوں کی کھڑکیاں تو کیا دل کے دریچے بھی کھُل گئے۔ اور قرآنی الفاظ دل پر بجلیاں بن کر گر رہے تھے۔ جنہوں نے دل کے خرمنِ کفر کو بھسم کر کے رکھ دیا۔ کہا کرتے تھے۔ خدا کی قسم آج تک اس سے بہتر کلام میرے کانوں نے نہیں سُنا۔ واپس جا کر اپنے قبیلے میں شمعِ اسلام روشن کی۔ جس کی کرنوں سے ستّر اسّی گھرانے منوّر ہوئے۔ یہ سب حضرت طفیل بن عمرو دوسی کی تبلیغی مساعی کا ثمرہ تھے۔
(اُسد الغابہ تذکرہ طفیل بن عمرو دوسی۔ بحوالہ اُسوہ صحابہ حصہ دوم صفحہ ۱۳۶)

حضرت اکثم بن صیفی کو ظہور اسلام کی خبر ہوئی تو دو آدمیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحقیق حق کے لئے بھیجا۔ وہ دونوں حاضر خدمت ہوئے۔ آنحضورؐ نے ان کو آیت کریمہ اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۔ کی تعلیم دی۔ اُن کے نمائندوں نے واپس آکر اُن کو جب اس تعلیم سے آگاہ کیا تو اکثم نے اپنی ساری قوم کو خطاب کیا اور کہا اے میری قوم میری رائے میں یہ پیغمبر مکارمِ اخلاق کا حکم دیتا ہے اور ذمائمِ اخلاق سے روکتا ہے۔ تم لوگ قبولِ اسلام میں دُم نہ بنو سر بنو۔ مقدّم ہو مؤخر نہ ہو۔ اس کے بعد تادم مرگ اس کوشش میں مصروف رہے انتقال ہوا تو اہل و عیال کو تقویٰ اور صلہ رحمی کی وصیت کی۔
(اُسوۂ صحابہ حصہ دوم صفحہ ۱۳۷)

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قبیلہ ثقیف کے سردار اور ان میں ہر دلعزیز تھے۔ رسول اللہؐ غزوہ طائف سے فارغ ہو کر مدینہ آرہے تھے تو انہوں نے راستہ میں حاضر ہو کر اسلام

قبول کیا اور وہاں سے آکر اپنے قبیلے کو دعوتِ اسلام دی۔ ان کو اگرچہ اس مقصد میں بظاہر کامیابی نہیں ہوئی بلکہ خود ان کو ان کی قوم نے اشاعتِ اسلام کے جُرم میں شہید کر دیا۔ لیکن درحقیقت اسلام کا یہ فدائی اپنے خون سے شجرِ اسلام کی آبیاری کر گیا۔

(اُسد الغابہ تذکرہ حضرت عروہ بن مسعود الثقفی)

○

انصار میں سے اوّلاً چھ افراد مکہ آئے اور اسلام قبول کیا۔ مکہ سے واپس جاکر انہوں نے تبلیغ اسلام شروع کی اور اس قدر اس مہم کو چلایا کہ مدینہ کا کوئی گھر کلمۂ توحید کی آواز اور رسول اللہ کے ذکر سے ناآشنا نہ رہا۔ دوسرے سال بارہ آدمی آئے اور آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ جو بیعت عقبہ اولیٰ کے نام سے معروف ہے۔ رسول اللہ نے ان کے ساتھ حضرت مصعب بن عمیرؓ کو تعلیم قرآن و اشاعتِ اسلام کے لئے بھیجا۔ حضرت مصعب وہ پہلے مبلغ اسلام ہیں جنہیں آنحضورؐ نے مکہ سے باہر بغرض تبلیغ بھیجا۔ ان کی کوششوں سے بکثرت لوگ مسلمان ہوئے۔ جن میں انصار کے گل سرسبد حضرت اُسید بن حضیر اور حضرت سعد بن معاذ بھی شامل تھے۔

(اُسد الغابہ تذکرہ حضرت مصعب بن عمیر)

○

حضرت سعد بن معاذ اسلام لائے تو اپنے قبیلے کو بھی اس روحانی نہر سے سیراب کرنا چاہا مگر وہ انکار پر مُصر رہے تو انہوں نے آخری حیلے کے طور پر اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا اب مجھ پر تم سے بات چیت کرنا حرام ہے۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ اُسی روز ان کا سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

(اُسوۂ صحابہ حصہ دوم ص ۱۳۸)

○

اسی طرح حضرت قیس بن عزیزہ کے حالات میں تحریر ہے۔

دَعَا قَوْمَهٗ اِلَى الْاِسْلَامِ - کہ انہوں نے اپنی قوم کو اسلام کی کس کس طرح دعوت دی اور قیس بن یزید کے متعلق لکھا

دَعَا قَوْمَهٗ اِلَى الْاِسْلَامِ فَاَسْلَمُوْا - کہ انہوں نے بھی اپنی قوم کو دعوتِ اسلام دی جو انہوں نے قبول کی اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔

(اُسوۂ صحابہ حصہ دوم ص ۱۳۸)

○

اسی طرح قیس بن نشبہ اسلمی کے حالات میں ذکر ملتا ہے۔

أَسْلَمَ وَرَجَعَ إِلَى قَوْمِهِ فَقَالَ يَا بَنِي سُلَيْمٍ سَمِعْتُ تَرْجَمَةَ الرُّوْمِ وَفَارِسَ وَأَشْعَارَ الْعَرَبِ وَالْكُهَّانِ ...... حِمْيَرَ مَعَ كَلَامِ مُحَمَّدٍ لَيْسَ يُشْبِهُ مِنْ كَلَامِهِمْ فَأَطِيْعُوْنِيْ فِيْ مُحَمَّدٍ فَإِنَّكُمْ أَخْوَالُهُ۔

کہ وہ اسلام لائے اور واپس جاکر کہا اے بنو سلیم میں نے روم اور فارس کے تراجم اور عرب اور کاہنوں اور حمیر کے بہادروں کے اشعار سنے ہیں لیکن محمد کا کلام ان سب سے الگ ہے۔ پس محمدؐ کے معاملے میں میری اطاعت کرو۔ کیونکہ تم ان کے ماموں (ننھیال) ہو۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۱۰ صـ۲۵۲)

○

حضرت ابو طلحہؓ نے حالتِ کفر میں حضرت ام سلیم سے نکاح کرنا چاہا لیکن انہوں نے کہا کہ تم کافر ہو اور میں مسلمان ہوں۔ نکاح کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر اسلام قبول کر لو تو وہی میرا مہر ہوگا۔ اس کے سوا تم سے کچھ نہ مانگوں گی۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے۔

(اُسد الغابہ تذکرہ حضرت زید بن سہیل)

○

حضرت ابوہریرہؓ خود مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ مگر ان کی والدہ ابھی ظلمتِ کفر میں گھری ہوئی تھیں۔ یہ ان کو برابر دعوتِ اسلام دیتے رہتے تھے۔ ایک دن جب حضرت ابوہریرہ اپنی والدہ کو تبلیغ اسلام کر رہے تھے۔ تو جواباً ان کی والدہ نے شانِ رسالت میں کچھ نازیبا کلمات کہہ دئے۔ جس سے ان کو بہت تکلیف ہوئی۔ روتے ہوئے آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آنحضورؐ سے اپنی والدہ کے لئے درخواست دعا کی۔ آپؐ نے دعا کی اَللّٰهُمَّ اهْدِ أُمَّ أَبِيْ هُرَيْرَةَ۔ ابوہریرہ واپس گئے تو گھر کا دروازہ بند پایا اور اندر سے پانی کے گرنے کی آواز سنی۔ ان کی والدہ نے غسل سے فارغ ہو کر دروازہ کھولا اور کلمہ توحید پڑھ کر مشرف باسلام ہوئیں۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل ابن ہریرۃ الدوسی)

یومِ بیعتِ اُولیٰ — ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء

ایک تاریخ ساز اور مبارک دِن

کچھ فرشتوں نے جو اک عہد کیا آج کے دِن
غلبۂ دِین کا سامان ہوا آج کے دِن

منتظر بہرِ مسیحا تھے مریضانِ جہاں
ہوگیا دستِ شفا جلوہ نما آج کے دِن

ایک مُدّت سے جو انسان تھے رسموں کے اَسیر
ہو گئے اُن سے وہ لوگ رہا آج کے دِن

ہوگئے نُور سے دُنیا کے کنارے روشن
شرق سے مہرِ منوّر جو چڑھا آج کے دِن

غیر تو غیر تھے اپنے بھی تھے باہم دشمن
شرقی و غربی مگر ایک ہوا آج کے دِن

نعرہ زن آج ہُوا اس طرح اِک بطلِ جلیل
شرک اور کُفر کا دِل دہل گیا آج کے دِن

جان پھر آگئی مِلّت کے جسد میں شبّیرؔ
حوصلہ دشمنوں کا ٹوٹ گیا آج کے دِن

چوہدری شبّیر احمد

ع مبارک وہ جو اب ایمان لایا

اخلاص و محبت اور صدق و وفا کے پیکر

سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ...... کے مبارک وجود کی شناخت کر لینے اور آپ سے عقدِ اخوت باندھ لینے پر اخلاص و محبت اور صدق و وفا سے معمور جو وجود پیدا ہوئے تاریخ عالم میں ان کی نظیر بہت کم ملتی ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مولانا حکیم نورالدین......... (خلیفۃ المسیح الاوّل) اور حضرت مولوی حسن علی بھاگلپوری ...... کے چند ایمان افروز واقعات دئے جا رہے ہیں۔

"پھر مجھے وطن کا خیال نہ آیا"

جب حضرت مولانا حکیم نورالدین...... اپنے وطن بھیرہ میں مستقل واپس آ گئے تو ایک نئے مکان کی تعمیر شروع کر دی۔ مکان زیر تعمیر پر سات ہزار روپے خرچ آ چکا تھا۔ کہ آپ کسی کام سے لاہور تشریف لائے۔ وہاں خیال آیا کہ قادیان نزدیک ہے حضرت اقدس سے ملتے جائیں۔ چنانچہ قادیان آئے۔ اور پھر قادیان کے ہو کر رہ گئے۔ جو آپ کے اخلاص و محبت اور اطاعت کی شاندار مثال ہے۔ چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں:-

"میرا جی چاہا کہ حضرت صاحب کو بھی دیکھوں۔ اس کے واسطے مَیں قادیان آیا۔ چونکہ بھیرہ میں بڑے پیمانہ پر عمارت کا کام شروع تھا۔ اس لئے مَیں نے واپسی کا یکہ کرایہ کیا تھا۔ یہاں آ کر حضرت صاحب سے ملا اور ارادہ کیا کہ آپ سے ابھی اجازت لے کر رخصت ہوں۔ آپ نے اثنائے گفتگو میں مجھ سے فرمایا کہ اب تو آپ فارغ ہو گئے ہیں۔ مَیں نے کہا۔ جی ہاں۔ اب تو مَیں فارغ ہی ہوں۔ یکہ والے سے مَیں نے کہہ دیا کہ اب تم چلے جاؤ۔ آج اجازت لینا مناسب نہیں۔ کل پرسوں اجازت لیں گے۔ اگلے روز آپ نے فرمایا کہ آپ کو اکیلے رہنے میں تو تکلیف ہوگی۔ آپ اپنی ایک بیوی کو بلوا لیں۔ مَیں نے حسب الارشاد بیوی

کے بلانے کے لئے خط لکھ دیا اور یہ بھی لکھ دیا کہ ابھی میں شاید جلد نہ آسکوں۔ اس لئے عمارت کا کام بند کر دیں۔ جب میری بیوی آگئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ آپ کو کتابوں کا بڑا شوق ہے لہٰذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اپنا کتب خانہ منگوالیں۔ تھوڑے دنوں کے بعد فرمایا کہ دوسری بیوی آپ کی مزاج شناس اور پرانی ہے۔ آپ اس کو ضرور بلا لیں اور مولوی عبدالکریم صاحب سے فرمایا کہ مجھ کو (مولوی) نورالدین (صاحب) کے متعلق الہام ہوا ہے اور وہ شعر حریری میں موجود ہے ؎

لَا تَصْبُوَنَّ اِلَی الْوَطَنِ　∴　فِیْہِ تُہَانُ وَتُمْتَحَنُ

ترجمہ: یعنی اپنے وطن کی طرف ہرگز رُخ نہ کرنا ورنہ تمہاری اہانت ہوگی اور تمہیں تکلیفیں اٹھانا پڑیں گی۔ خدا تعالیٰ کے بھی عجیب تصرفات ہوتے ہیں میرے واہمہ اور خواب میں بھی پھر مجھے وطن کا خیال نہ آیا۔" (حیاتِ نور)

حسرتِ سنگ

حضرت مسیح موعود نے اپنے آخری سفر دہلی سے واپسی پر ۹۔ نومبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو رائے کنہیا لال صاحب وکیل کے لیکچر ہال امرتسر میں تقریر فرمائی۔ جس کے دوران ایک ہنگامہ عظیم برپا کر دیا گیا۔ حضور واپس تشریف لے جاچکے تو بعض احمدی حضرت مولانا نورالدین صاحب کے ہمراہ بازار میں نکلنے لگے۔ کسی شخص نے حضرت مولوی صاحب سے عرض کی کہ ابھی ٹھہر جاویں۔ لوگ پتھر مار رہے ہیں۔ حضرت مولوی صاحب نے ایک درد بھرے دل سے کہا۔

"وہ گیا جس کو مارتے تھے۔ مجھ کو کون مارتا ہے۔ یہ ہر کسی کے نصیب میں کہاں۔"

(تاریخ احمدیت جلد ۱۴ صفحہ ۸۶)

حضرت مولوی حسن علی بھاگلپوری کی قادیان میں آمد
حضرت اقدس کی زیارت، بیعت اور اخلاص

حضرت مولوی حسن علی صاحبؓ...... بھاگلپور صوبہ بہار کے رہنے والے تھے۔ آپ پٹنہ ہائی سکول میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ دین کے شیدائی اور عابد و زاہد انسان تھے۔ بڑے فصیح البیان واعظ اور اعلیٰ درجہ کے اوصاف سے متصف تھے۔ لوگ آپ کو صدی کا مجدد بھی خیال کرنے لگے۔ آپ ملازمت

چھوڑ کر دین کے لئے وقف ہوگئے۔ اور شہر بہ شہر لیکچر دینے لگے۔ آپ نے حضرت اقدس ...... کا نام پہلی مرتبہ ۱۸۸۷ء میں امرتسر میں سُنا اور ملاقات کی خواہش پیدا ہوئی چنانچہ آپ قادیان آئے۔

آپ قادیان سے واپس آکر پھر اپنے محبوب مشغلہ خدمت و اشاعتِ دین میں مصروف ہوگئے۔ ۱۸۹۳ء کے انجمن حمایتِ اسلام کے سالانہ جلسہ میں حضرت مولانا حکیم نورالدین ..... کی حقائق و معارف سے پُر تقریر سُننے کا موقعہ ملا۔ تقریر کا آپ پر اس قدر گہرا اثر ہوا کہ تقریر کے بعد آپ نے کھڑے ہوکر کہا کہ:۔

"مجھ کو فخر ہے کہ مَیں نے اپنی آنکھوں سے اتنے بڑے عالم اور مفسّر کو دیکھا۔"

(حیاتِ طیبہ صفحہ ۱۳۸ بحوالہ تائیدِ حق صفحہ ۶۴)

حضرت مولانا حکیم نورالدین ..... کی پاکیزہ شخصیت کے بارہ میں مزید تاثرات کا یوں ذکر فرماتے ہیں:۔

"میری خواہش تھی کہ جناب مولوی حکیم نورالدین سے ملاقات کرتا۔ لیکن مولوی صاحب از راہِ کرم خود اس خاکسار سے ملنے آئے۔ مَیں نے ان سے تنہائی میں سوال کیا کہ مرزا صاحب سے جو آپ نے بیعت کی ہے اس میں کیا نفع دیکھا ہے؟ جواب دیا کہ "ایک گناہ تھا جس کو مَیں ترک نہیں کرسکتا تھا۔ مرزا صاحب سے بیعت کر لینے کے بعد وہ گناہ نہ صرف چھوٹ گیا بلکہ اس سے نفرت ہوگئی۔" جناب مولوی حکیم نورالدین صاحب کی اس بات کا مجھ پر ایک خاص اثر ہوا۔ حکیم صاحب فرماتے رہے۔ قادیان چلو، لیکن مَیں نہ گیا۔"

(تائیدِ حق صفحہ ۶۵)

قادیان میں آمد اور تاثرات

حضرت مولوی حسن علی ...... اپنی قادیان میں آمد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"مَیں انجمن حمایت اسلام مدراس کے سالانہ جلسہ میں شریک ہونے کے لئے حسبِ دعوتِ انجمن چلا جارہا تھا تو بمبئی میں جناب عبدالرحمٰن حاجی اللہ رکھا سیٹھ صاحب (حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی ایک نہایت ہی بزرگ انسان تھے۔ سلسلہ کے فدائی تھے اور (دینی) خدمات کا بے پناہ جوش رکھتے تھے۔ ان کے تقویٰ اور اخلاص کی وجہ سے حضرت اقدس نے انہیں صدر انجمن احمدیہ کا ٹرسٹی مقرر فرمایا تھا۔ حاشیہ حیاتِ طیبہ صفحہ ۱۳۹) سے ملاقات ہوئی۔ معلوم ہوا کہ جلسہ انجمن ایک ماہ کے لئے ملتوی ہوگیا ہے۔ جناب سیٹھ صاحب نے مجھ سے یہ خواہش ظاہر کی کہ مَیں ان

کے ساتھ قادیان شریف بھی جاؤں ۔ جناب عبدالرحمٰن سیٹھ صاحب کا ارادہ تھا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب سے بیعت کریں ۔ پہلے تو مَیں نے حیلہ حوالہ کر کے اس سفر کی تکلیف سے بچنا چاہا لیکن سیٹھ صاحب نے مجھ کو خوب مضبوط پکڑا ۔ سیٹھ صاحب کو مجھ سے حُسنِ ظن تھا ۔ وہ مجھ سے فرمانے لگے کہ چل کر دیکھ کہ مرزا صاحب صادق ہیں یا کاذب ۔ مَیں نے کہا ۔ الحمد للہ ۔ اللہ تعالیٰ نے اتنا فضل مجھ پر کیا ہے کہ مَیں چہرہ دیکھ کر آدمی کی باطنی کیفیت سے آگاہ ہو جاتا ہوں ۔ انسان سے سب کچھ ممکن ہے ، نیک بد ہو جاتا ہے اور بد نیک ہو جاتا ہے ۔ اگر مرزا صاحب وہ نہیں رہے جو مَیں نے ۱۸۸۷ء میں دیکھا تھا اور اگر ان میں دنیاداری مکاری آگئی ہے تو مَیں چہرہ دیکھ کر کہہ دوں گا ۔ سیٹھ صاحب نے فرمایا کہ اسی لئے تو مَیں تجھ کو ساتھ لے جانا چاہتا ہوں ۔ غرض مَیں عبدالرحمٰن سیٹھ صاحب کے ساتھ قادیان شریف روانہ ہوا ۔ راہ میں بمقام علیگڑھ کانفرنس کا تماشا دیکھا اور امرتسر ہوتا ہوا قادیان شریف پہنچا ۔ ہاں امرتسر میں مَیں نے ایک خواب دیکھا ۔ کہ ایک پلنگ خاص جناب مرزا صاحب کا ہے ۔ حضرت صاحب مجھ سے فرماتے ہیں کہ اس پلنگ پر جا کر لیٹ رہو ۔ مَیں نے عرض کیا کہ مَیں یہ گستاخی کیونکر کروں کہ حضور کے بستر پر لیٹوں ۔ حضرت نے مسکرا کر فرمایا ۔ کہ نہیں جی کوئی مضائقہ نہیں تکلّف کیوں کرتے ہو ۔ غرض تاریخ ۲ ۔ جنوری ۱۸۹۴ء کو قادیان پہنچا ۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان نے حسبِ دستور ہم سے ملاقات فرمائی ۔ میرے اور سیٹھ صاحب کے قیام کا بندوبست کیا ۔ اور نہایت محبت اور اخلاص سے باتیں کیں ۔ اس پہلی ملاقات میں ہی نگاہ دوچار ہوتے ہی ہمارے پیارے دوست جناب عبدالرحمٰن سیٹھ صاحب اس امام الوقت کے ہزار جان سے عاشق ہو گئے مجھ سے سیٹھ صاحب نے پوچھا کہ کہو جناب مرزا صاحب کو کیسا پاتے ہو ؟ مَیں کیا جواب دیتا ۔ میرے تو ہوش دنگ ہو گئے تھے ۔ ۱۸۸۷ء میں جن مرزا صاحب کو دیکھا تھا یہ وہ نہ تھے ۔ آواز و نقشہ تو وہی تھا ۔ لیکن کُل بات ہی بدلی ہوئی تھی ۔ اللہ ۔ اللہ ! سر سے پاؤں تک ایک نور کے پُتلے نظر آتے تھے ۔ جو لوگ مخلص ہوتے ہیں اور اخیر رات کو اُٹھ کر اللہ کی جناب میں رویا دھویا کرتے ہیں ان کے چہروں کو بھی اللہ اپنے نور سے رنگ دیتا ہے اور جن کو کچھ بھی بصیرت ہے وہ اس نور کو پرکھ لیتے ہیں ۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کو تو اللہ نے سر سے پاؤں تک محبوبیت کا لباس اپنے ہاتھوں سے پہنایا تھا ۔ تیرہ دن قادیان شریف میں رہا ۔ دونوں وقت اس امامِ ربّانی محبوبِ سبحانی سے ملاقات رہی ۔ یہ زمانہ میری عمر کا بہت ہی عمدہ زمانہ تھا ۔ حضرت کی بے مثل تصانیف کے دیکھنے کا مجھ کو یہاں اچھا موقعہ ملا ۔ آئینہ کمالاتِ اسلام ، فتح اسلام ، توضیح مرام ، ازالہ اوہام ، شہادۃ القرآن ،

برکات الدعا وغیرہ کتابوں کو تھوڑا تھوڑا دیکھا۔ عبدالرحمن سیٹھ صاحب نے مہربانی فرما کر ایک ایک جلد حضرت کی تصانیف کی میرے دیکھنے کے لئے خرید فرمائی۔ سیٹھ صاحب کی یہ عمدہ یادگار ابھی تک میرے پاس موجود ہے۔ اور میں نے اس سے بہت بڑا نفع اٹھایا۔ حضرت کی تصانیف کو دیکھ کر مجھ کو یہ معلوم ہوا کہ جس مجدّدِ زمان کی مجھ کو تلاش تھی۔ درحقیقت علمِ الٰہی میں وہ جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہی تھے۔ اللہ نے حضرت کو ہی اس موجودہ زمانہ کے فتن کے مقابلہ میں غلبہ (دینِ حق) ظاہر کرنے کے لئے پیدا کیا تھا۔‘‘

شرفِ بیعت

آپ فرماتے ہیں :۔

’’اب بہت بڑا سوال یہ پیش آیا۔ کہ آیا میں ایسے جلیل القدر امام کا متبع ہو جاؤں اور ناحق کی تکفیر اور ملامت کا ٹوکرا سر پر اٹھاؤں اور جو کچھ عزت میں نے عمدہ واعظ ہونے کی حیثیت سے سارے ہند میں پیدا کی ہے۔ اس کو حق پر قربان کر کے بجائے مقبول خلائق ہونے کے مردود و ملعون بن جاؤں یا شیعوں کی پالیسی اختیار کر کے حضرت مرزا صاحب کے پاس ان کا موافق اور ان کے مخالفوں کے پاس (معاذاللہ) مرزا صاحب کا مخالف بن کر واہ واہ کی صدا سنوں۔ عجب کشمکش میں کئی دن میرے قادیان شریف میں گزرے۔ روز رو رو کر جناب باری تعالیٰ میں دعائیں کرتا کہ خداوند! اگر تیری خوشنودی مرزا صاحب کی تابعداری و فرمانبرداری میں ہے تو مجھ کو بذریعہ خواب کے جیسا کہ تو نے بارہا کیا ہے اصل حال کھول دے۔ لیکن ادھر سے سناٹا تھا۔ مالک کی یہی مرضی تھی کہ میں خود خداداد عقل کو استعمال کر کے اپنا نفع و نقصان دیکھ بھال کر کام کروں۔ پٹنہ اسکول کی ہیڈ ماسٹری چھوڑنے سے اس دفعہ بھاری معاملہ تھا۔ اس دفعہ ایک بھاری قربانی کا موقعہ ہاتھ آگیا تھا......... ایک قدم آگے رکھتا۔ ایک قدم پیچھے رکھتا۔ شیطان کہتا کہ میاں اگر بربادی اور تباہی اور ذلت و رسوائی سے بچنا ہے تو چپ چاپ قادیان سے نکل چلو۔ فرشتہ کہتا کہ او کم بخت تو نے حدیث نہیں پڑھی کہ جس نے امام وقت کو نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ پھر جس حالت میں خداداد عقل تجھ کو بتا رہی ہے کہ جناب حضرت مرزا صاحب امام الزمان ہیں۔ تو ان سے رُو گرداں ہو کر کہاں جائے گا۔ کیا دنیا کی چند روزہ زندگی کے کام اور جھوٹی عزت پر اپنے ابد الآباد کے نفع کو غارت کرے گا۔ او کوتہ اندیش! جس رُوحانی مرض میں تو مبتلا ہے اس کی دوا تک اللہ نے تجھ کو پہنچا دیا۔ جناب مولوی حکیم نور الدین صاحب ایسا بے ریا فاضل اپنا ذاتی تجربہ پیش کر کے اس دوا کا فائدہ مند ہونا بتاتا

ہے ۔ پھر کیسی کم بختی تجھ کو آئی ہے ۔ اپنی صحتِ رُوحانی کا دشمن بن کر اندرونی پلیدی اور منافقانہ زندگی میں ڈوبا رہنا چاہتا ہے ۔ اے حضرات میں نے فرشتہ کی بات سُن لی اور تاریخ ۱۱ ۔ جنوری ۱۸۹۴ء شبِ جمعہ کو حضرت امام الوقت مجدّد زمان جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان سے بیعت کر لی ۔ اور ان کو اپنا امام قبول کر لیا ۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک ۔

آپ کی مخالفت اور امتحانی دور

بیعت کرنے کے بعد تین دن تک قادیان میں رہنے کا موقعہ ملا ۔ ان اخیر کے تین دن میں جب میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا تو مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ اب میں نماز پڑھتا ہوں ۔ یعنی مجھے عجیب حلاوت اور عجیب مزہ نماز میں ملتا تھا ۔ ۱۳ ۔ جنوری کو میں اپنے امام سے رخصت ہو کر لاہور میں آیا اور ایک بڑی دھوم دھام کا لیکچر انگریزی میں دیا ۔ جس میں حضرت اقدس کے ذریعہ سے جو کچھ رُوحانی فائدہ ہوا تھا ۔ اُس کا بیان کیا ۔ جب میں اس سفر پنجاب سے ہو کر مدراس پہنچا تو میرے ساتھ وہ معاملات پیش آئے جو صداقت کے عاشقوں کو ہر زمانہ اور ہر ملک میں اٹھانے پڑتے ہیں ۔ .... وعظ کہنے سے روکا گیا ۔ ہر (جگہ) اشتہار دیا گیا کہ حسن علی سنت جماعت نہیں ہے ۔ کوئی اس کا وعظ نہ سُنے ۔ پولیس کو اطلاع دی گئی کہ میں فساد پھیلانے والا ہوں ۔ وہ شخص جو چند ہی روز پہلے شمس الواعظین جناب مولانا مولوی حسن علی صاحب واعظ اسلام کہلاتا تھا ۔ صرف حسن علی لیکچرار کے نام سے پکارا جانے لگا ۔ پہلے واعظوں میں ایک ولی سمجھا جاتا تھا ۔ اب مجھ سے بڑھ کر شیطان دوسرا نہ تھا ۔ جدھر جاتا انگلیاں اُٹھتیں ۔ سلام کرتا جواب نہ ملتا ۔ مجھ سے ملاقات کرنے سے لوگ خوف کرتے ہیں ۔ ایک خوفناک جانور بن گیا ۔"

(تائید حق بحوالہ حیاتِ طیبہ صفحہ ۱۳۹ تا ۱۴۱)

یہ ہیں وہ صدق و وفا کے پیکر ۔ جن کی یکسر کایا پلٹ گئی ۔ اور یہ مقدس و مطہر وجود دنیا میں ہدایت کے ستارے بن کر چمکتے رہے ۔ اور ہر نسل کے لئے برکت کا موجب بنے ۔

(ن ۔ خ ۔ ن)

اخبارات سے

سر ظفر اللہ ــــ ایک عظیم شخصیت

لاہور/اسلام آباد سے شائع ہونے والے انگریزی روزنامہ "دی پاکستان ٹائمز" میں "ایک عظیم راوین" کے عنوان سے مورخہ ۱۰ فروری ۹۵ء کو ایم. شمیم خالد کا ایڈیٹر کے نام مندرجہ ذیل خط شائع ہوا۔

"ایک ایسے اولڈ راوین کی حیثیت سے کہ جس کے والد محترم نے بھی سن بیس کی دہائی میں گورنمنٹ کالج لاہور کی فرسٹ ایر کلاس میں داخلہ لے کر آنرز (فلاسفی) کے ساتھ گریجوایشن کی۔ راقم آج ایک بہت ہی عظیم المرتبت اولڈ راوین ـ سر ظفر اللہ خان ـ کی شخصیت کو یاد کرتے ہوئے احساس فخر سے سرشار ہے۔

سر ظفر اللہ خان نے ۱۹۰۷ء میں گورنمنٹ کالج میں داخلہ لیا اور ۱۹۱۱ء میں آنرز کے ساتھ یونیورسٹی کا امتحان تمام مضامین میں سر فہرست آکر' نمایاں اعزاز کے ساتھ پاس کیا۔ کالج کی سالانہ کانووکیشن کے موقع پر پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر سر لوئیس ڈین اٹھارہ سالہ ظفر اللہ خان کی کامیابیوں/انعامات سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے اپنی صدارتی تقریر میں اس ذہین ترین طالب علم کا نام لے کر مبارکباد دی۔

گورنمنٹ کالج کے بعد ظفر اللہ خان (واضح رہے کہ آپ نے ۱۴ سال کی عمر میں میٹرک اور اٹھارہ سال کی عمر میں بی۔اے کر لیا تھا) قانون کی اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان تشریف لے گئے۔ روانگی سے قبل آپ کے ٹیوٹر پروفیسر جونز نے کچھ ہدایات و نصائح آپ کو لکھ کر دیں کہ انگلستان کے ماحول ـــ حور و سرور سے خود کو بچا کر پوری محنت سے تعلیم مکمل کریں گے تو کبھی بھی انگلستان جانے پر افسوس نہیں ہوگا۔ آپ نے ان قیمتی نصائح پر عمل کر کے فائدہ اٹھایا اور قانون کی اعلیٰ ڈگری' یونیورسٹی میں اوّل پوزیشن کے ساتھ حاصل کی۔ اس سے قبل کسی ہندوستانی/ایشیائی نے اس امتحان میں پہلی پوزیشن نہیں لی تھی۔

انگلستان سے واپسی پر آپ نے لاہور میں وکالت سے عملی زندگی کا آغاز کیا۔ اور خداداد ذہانت اور محنت سے وقت کے ساتھ ساتھ ترقیات حاصل کرتے کرتے آپ انڈین فیڈرل کورٹ کے جج مقرر ہوئے۔ وائسرائے کی کابینہ میں تجارت اور ریلوے کے وزیر بنے۔ ۱۹۳۱ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر چنے گئے۔ قائداعظم اپنی/مسلم لیگ/پاکستان کی نمائندگی کے لئے آپ کا انتخاب فرماتے۔ باؤنڈری کمیشن میں بھی آپ نے پاکستان کا کیس لڑا۔ قیام پاکستان کے بعد قائداعظم نے سر ظفر اللہ خان کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ

مقرر کیا۔ اس حیثیت سے آپ نے تن تنہا، عالمی فورمز پر، پاکستان، کشمیر، اسلامی/عرب دنیا کے مفادات کے تحفظ کے لئے طاقتور دشمنوں سے انتھک طریق سے (قانونی اور ڈپلومیٹک) لڑائیاں لڑیں۔

۱۹۵۴ء میں سر ظفر اللہ خان کو انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس ہیگ کا جج منتخب کیا گیا۔ ۱۹۶۳ء میں آپ نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا صدر منتخب ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ بعد میں آپ دوبارہ عالمی عدالتِ انصاف کے جج چنے گئے۔ جہاں آپ تین سال نائب صدر اور پھر ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۳ء تک تین سال کیلئے صدر یعنی چیف جسٹس کے طور پر خدمات بجالاتے رہے۔

یہ تمام عالمی اعزازات سر ظفر اللہ خان کو ایک عظیم ترین اولڈ راوین کی حیثیت سے قابلِ فخر مقام عطا کرتے ہیں۔ آپ ۶۔فروری ۱۸۹۳ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے اور یکم ستمبر ۱۹۸۵ء کو لاہور میں رحلت فرمائی۔ اس طرح سر ظفر اللہ خان نے تمام ممکنہ دنیاوی عظمتوں، شہرتوں کی حامل نیک نام ۔ ۹۳ سال کی طویل زندگی پائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی روح کو اپنی رحمتوں سے نوازے۔ آمین

اولاد کو وقف کرنے والے والدین کیلئے ضروری اعلان

۱۔ ایسے والدین جن کے بچے "خدمت دین کے لئے" "وقف اولاد" کے تحت وقف ہیں اور یہ بچے اس سال میٹرک کا امتحان دے چکے ہیں، وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو اطلاع دیں۔ تاکہ ان کے وقف اور آئندہ پروگرام کے بارہ میں ان بچوں سے براہ راست بھی خط و کتابت کی جا سکے۔ اس بارہ میں وکالت دیوان کی سابقہ چٹھی کے نمبر اور تاریخ کا حوالہ ضرور دیں۔ نیز اطلاع دیں کہ میٹرک کے بعد کیا ارادہ ہے۔

۲۔ بچے قرآن کریم ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھنا سیکھیں۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہیں۔ دینی معلومات اور معلوماتِ عامہ کو بہتر بنائیں۔ میٹرک کا امتحان دینے کے بعد خدام الاحمدیہ کی مرکزی تربیتی کلاس ربوہ میں شامل ہوں۔ نیز میٹرک کے امتحان کے نتیجہ کی اطلاع دیں۔

(وکیل دیوان تحریک جدید۔ ربوہ)

اعلانات

یومِ تحریکِ جدید ۲۶۔ اپریل ۱۹۹۶ء

● امراء و صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ سالِ رواں کا پہلا **"یومِ تحریکِ جدید"** مورخہ ۲۶۔ اپریل ۱۹۹۶ء بروز جمعۃ المبارک منایا جائے۔ جس میں احباب جماعت کو چندہ کے علاوہ دیگر مطالبات تحریک جدید کی طرف خصوصی توجہ دلائی جائے۔

● اس موقعہ پر امراء و صدر صاحبان اپنی سہولت اور حالات کے مطابق جلسے منعقد کر کے دیگر مطالبات کی اہمیت احبابِ جماعت پر واضح کرنے کا اہتمام فرمائیں۔

● خطباتِ جمعہ میں تحریکِ جدید کے مطالبات اور ان کی حکمت عملی بیان کی جائے۔

● اس دن خصوصیت کے ساتھ تحریکِ جدید کے ذریعہ جماعت پر نازل ہونے والے انعامات و افضالِ الٰہیہ کا احبابِ جماعت کے سامنے ذکر کیا جائے جن کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں:۔

ا۔ **بیعتیں:** جلسہ سالانہ لندن ۱۹۹۵ء پر ڈش انٹینا کے ذریعہ عالمی بیعت کے موقع پر ۹۶ ممالک کی ۱۶۲ قوموں کے ۱۲۰ زبانیں بولنے والے آٹھ لاکھ پینتالیس ہزار دو سو چورانوے (۸۴۵۲۹۴) افراد کو بیعت کرنے کی توفیق ملی۔

ب۔ **نئی جماعتوں کا قیام:** جولائی ۱۹۹۵ء تک ۱۴۸ ممالک میں احمدیت کا قیام ہو چکا ہے۔ اور ۲۲۵۹ نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔

ج۔ **بیوت الذکر:** جولائی ۱۹۹۵ء تک ۷۶۲ نئی بیوت الذکر تعمیر کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ جو بیوت نو مبائعین کے ساتھ ملی ہیں ان کی تعداد ۶۹۱ ہے۔

د۔ **تراجم قرآن مجید:** ۵۲ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم مکمل ہو چکے ہیں اور ۶۳ زبانوں میں تراجم کا کام جاری ہے۔

ر۔ **نصرت جہاں سکیم:** (i) ۱۰ افریقی ممالک میں ۳۰ ہسپتال اور ۲۸ ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔ (ii) افریقہ کے ۸ ممالک میں اس وقت ۳۴۹ سکول کام کر رہے ہیں۔

س۔ **دعوت الی اللہ:** دعوت الی اللہ کے مراکز کی کل تعداد ۵۲۵ ہے۔ اور مرکزی مربیان و معلمین کی تعداد ۸۲۱ ہے۔

ص۔ ایم ٹی اے کا قیام : ایم ٹی اے کا اجراء اور اس کے ذریعہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب اور دیگر پروگرام چار براعظموں میں روزانہ ٹیلی کاسٹ کیا جانا بہت بڑا انعام ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

- اس دن حسبِ ذیل مطالبات پر خصوصی طور پر روشنی ڈالی جائے۔

۱۔ احباب سادہ زندگی بسر کریں۔ لباس، کھانے اور رہائش میں سادگی اختیار کی جائے۔

۲۔ مطالبات وقف اولاد / وقف زندگی

(i) والدین اپنی اولاد کو خدمتِ دین کے لئے پیش کریں۔

(ii) نوجوان اور پنشنر احباب دین کے لئے زندگیاں وقف کریں۔

(iii) رخصت موسمی اور رخصت کے ایام خدمتِ دین کے لئے وقف کریں۔

۳۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔ ۴۔ جو لوگ بیکار ہیں وہ چھوٹے سے چھوٹا کام جو بھی مل سکے کر لیں۔ ۵۔ عورتوں کے حقوق کی حفاظت کریں۔ ۶۔ راستہ کی صفائی کا خیال رکھیں۔ ۷۔ قومی دیانت کا قیام کریں۔ ۸۔ مقاصد تحریک جدید کی کامیابی کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔

- آپ سے درخواست ہے کہ "جلسہ یوم تحریک جدید" کی رپورٹ سے بھی دفتر کو مطلع فرمائیں۔

جزاکم اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو احسن رنگ میں مقبول خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔ آمین

(وکیل الدیوان ۔ تحریک جدید ربوہ ضلع جھنگ)

سیّدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"یہ سچی بات ہے کہ جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔ اس لئے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے۔ اور یہی معنی اس دعا کے ہیں۔ پہلے لازم ہے کہ اپنے اعتقادِ اعمال میں نظر کرے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اصلاح اسباب کے پیرایہ میں ہوتی ہے۔ وہ کوئی نہ کوئی ایسا سبب پیدا کر دیتا ہے جو اصلاح کا موجب ہو جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۱۸)

سائنس کی دنیا

ہمارا سورج

محترم پروفیسر حبیب اللہ خاں صاحب

ماہرین علم ہیئت کے سامنے تحقیقی مسائل کی کوئی کمی نہیں۔ سورج جو کہ ہماری زمین سے قریب ترین اور روشن ترین ستارہ ہے لمبے عرصہ سے ان کی دلچسپی کا مرکز رہا ہے۔ کیونکہ اس زمین پر ہماری زندگی اور بقا کا دارومدار اس روشنی اور حرارت پر ہے جو اس خلائی بھٹی سے مسلسل خارج ہو رہی ہے۔ اگرچہ ابھی تک بھی اس سے متعلق بہت سے مسائل پردۂ راز میں ہیں اور شاید آئندہ بھی رہیں لیکن ہیئت دانوں نے اس کے بارے میں بہت سی معلومات حاصل کر لی ہیں۔ سورج کے مطالعہ سے دوسرے ستاروں کے بارے میں بھی کافی معلومات ہوئی ہیں۔ یہ ستارے بھی درحقیقت سورج ہی ہیں جن میں سے بعض ہمارے سورج سے بھی زیادہ روشن ہیں اور بعض کم۔

جب ہم دھوپ میں بیٹھ کر اپنے جسم کو گرماتے ہیں تو درحقیقت ہم یہ گرمی ایک ایسے گیس کے گولے سے حاصل کرتے ہیں جو بے انتہا گرم ہے۔ سورج کا قطر ۸۶۰۰۰۰ میل ہے اور وہ ہم سے ۹ کروڑ ۴۵ لاکھ میل دُور ہے۔ وہ جسامت میں ہماری زمین سے ۳۳۰۰۰۰ گنا بڑا ہے اور اس کی طاقتور کشش ثقل زمین کو اپنے مدار پر قائم رکھتی ہے۔ چونکہ سورج کا درجۂ حرارت بہت بلند ہے۔ اس لئے اس میں کوئی چیز بھی ٹھوس شکل میں نہیں۔ اس کی سطح جو ہمیں نظر آتی ہے اور جہاں سے شعاعیں باہر نکلتی اور زمین کو گرم کرتی ہیں فوٹوسفیر (PHOTOSPHERE) کہلاتا ہے۔ اندازہ ہے کہ اس کی سطح کا درجۂ حرارت ۱۰ ہزار فارن ہیٹ ہے۔ لیکن یہ تپش اس کے اندرونی حصوں کے مقابلہ میں کچھ ایسی ہی ہے جیسے زمین پر قطبین کی حالت ہے کہ وہ سب سرد حصے ہیں۔ اندرونی حصوں کی حدت کا اندازہ ۱۰ سے ۱۴ ملین درجہ فارن ہیٹ ہے۔ کبھی اس سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ بعض راکٹوں اور حساس آلوں سے معلوم ہوا ہے کہ وہ ناقابل یقین حد یعنی ۱۸۰ ملین فارن ہیٹ تک بھی پہنچ جاتی ہے (ایک ملین قریباً ۱۰ لاکھ کے برابر ہوتا ہے) اس کی روشنی اتنی تیز ہے کہ اس کو ننگی آنکھ سے دیکھا نہیں جا سکتا۔ ایک ماہر کے اندازے کے مطابق سورج کی سطح کے ہر مربع انچ کی جگہ ۳ لاکھ CAUDLE POWER

کے برابر ہے ۔ ایسی چندھیا دینے والی چمک نے ہیئت دانوں کو مجبور کیا کہ وہ اس کے مطالعہ کے لئے دوسرے طریقے استعمال کریں ۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ اس کی روشنی کو تکبیری عدسہ (LENS) میں سے گذار کر سفید پردہ پر ڈالا جائے ۔ اور اس کا مطالعہ کیا جائے ۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس کی تصویر لی جائے تاکہ مستقل ریکارڈ رکھا جا سکے ۔ اور حسب ضرورت اس سے استفادہ کر لیا جائے ۔ تیسرا طریقہ سپکٹر وسکوپ (SPECTRO SCOPE) کے استعمال کا ہے ۔ اس آلہ کے ذریعہ سورج کی روشنی پھٹ کر قوس (دھنک) کے رنگوں میں تبدیل ہو جاتی ہے ۔ اس طریقہ پر مطالعہ سے معلوم ہوا کہ سورج کا قریباً ۹۰ فیصد حصہ ہائیڈروجن پر مشتمل ہے جو مسلسل عمل گداخت سے ہیلیم میں تبدیل ہو رہا ہے ۔ جوہری توانائی کی زبان میں یوں سمجھئے کہ بے شمار ایٹم بم وہاں پھٹ رہے ہیں ۔ اس عمل کو سائنس کی زبان میں تھرمونیوکلیئر فیوژن (THERMO NUCLEAR FUSION) یہ عمل انشقاق کے بالکل الٹ ہے ۔ انشقاق کے عمل میں چیز پھٹ کر چھوٹے ٹکڑوں میں منقسم ہو جاتی ہے لیکن گداخت (FUSION) کے عمل میں چھوٹے ایٹم مل کر بڑے ایٹموں میں تبدیل ہو جاتے ہیں ۔ اس عمل میں ۴ ہائیڈروجن ایٹم مل کر ہیلیم کا ایک ایٹم بناتے ہیں ۔

سورج کی برابری انسان کی طاقت سے بہت بالا ہے ۔

ماہرین کا اندازہ ہے کہ سورج میں ہر سیکنڈ میں ۶۰۰ ملین ٹن (ایک ٹن ۲۸ من کے برابر ہوتا ہے) ہائیڈروجن ہیلیم میں تبدیل ہو رہی ہے ۔ اس ۶۰۰ ملین ٹن میں سے ۵۹۶ ملین ٹن تو ہیلیم پیدا ہوتی ہے اور ۴ ملین ٹن نوری توانائی میں تبدیل ہو جاتی ہے ۔

یہ تھرمونیوکلیئر فیوژن کا عمل گذشتہ ۶ بلین سال سے متواتر ہو رہا ہے ۔ کائناتی پیمانے کے لحاظ سے بھی یہ بہت بڑا عرصہ ہے ۔ تاہم اس امر کا خوف نہیں کہ سورج جلد جل کر ختم ہو جائے گا ۔ تازہ ترین اندازے کے مطابق سورج میں جو ایندھن موجود ہے اس کا اب تک صرف ½ حصہ ختم ہوا ہے ۔ ابھی تو یہ شمسی بھٹی کئی بلین سال تک دہکتی رہے گی ۔ سورج بھی مصروف سفر ہے ۔ اس امر کا امکان ہے کہ وہ کسی اور ذخیرہ سے مزید ہائیڈروجن جذب کر لے ۔ بہر حال اندازہ یہ ہے کہ یہ حیات بخش کرہ اسی طرح اور ۴ تا ۶ بلین سال تک توانائی پہنچاتا رہے گا ۔ اس دوران اس کی چمک دمک کم اور اس کا وجود گھٹتا چلا جائے گا ۔ جوں جوں اس کا ایندھن خرچ ہوگا اسی قدر اس کا حجم بڑھے گا اور رنگ زیادہ سرخ ہونے لگے گا ۔ اس میں سے حرارتی توانائی کا اخراج اس قدر بڑھ جائے گا کہ زمین ہر بلین سال میں ۱۰ درجہ زیادہ گرم ہو جائے گی یہاں تک کہ زمین کی سطح کا درجۂ حرارت ایک ہزار فارن ہیٹ تک پہنچ جائے گا تب سمندر کا پانی درجۂ کھولاؤ تک پہنچ جائے گا اور دخان بن کر اڑ جائے گا ۔ اس حالت کو پہنچنے سے قبل ہی زمین پر سے زندگی

کے آثار ختم ہو چکے ہوں گے۔ یہ تو انسانی اندازے ہیں۔ کیا ہوگا اور کب ہوگا اللہ ہی بہتر جانتا ہے جو علام الغیوب ہے۔

سورج کے بارے میں ابھی کتنی دلچسپ امور ہیں جن کی وضاحت تاحال نہیں ہوئی۔ ان میں سے سب سے زیادہ معروف بات وہ سیاہ دھبے ہیں جو اوسطاً گیارہ سال بعد اس کی سطح پر نمودار ہوتے ہیں۔ ہیئت دان اس امر پر متفق ہیں کہ یہ دھبے عظیم ہیجان یا طوفان کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں جو سورج کی سطح پر بپا ہوتا ہے۔ یہ کیوں اور کیسے پیدا ہوتے ہیں اس کی وجہ معلوم نہیں ہوئی۔ چھوٹے موٹے طوفانوں کی وسعت تو ۵۰۰ میل سے زیادہ نہ ہوگی۔ لیکن اوسطاً ۱۱ سال کے عرصہ میں یہ انتہا کو پہنچ جاتے ہیں۔ ان داغوں کے نمودار ہونے کی جگہ بھی خاص ہے۔ قطبین یا استوائی حصہ پر کبھی نظر نہیں آتے بلکہ شمسی خط استوا کے شمال یا جنوب میں ۳۰ اور ۳۵ درجہ عرض بلد کے درمیان واقع ہوتے ہیں۔ ۲۳ر فروری ۱۹۵۶ء کو اس قسم کے طوفانی تغیر کے واقع ہونے کا علم ہوا تو سائنسدان اپنا سامان لے کر اس جگہ پہنچ گئے جہاں سورج گرہن مکمل ہونا متوقع تھا۔ اسی طرح ۱۲ر اکتوبر ۱۹۵۸ء کو بھی مکمل سورج گرہن واقع ہوا تو پتہ لگا کہ اس کی سطح سے جو شعلے نکلتے ہیں وہ کبھی کبھی ہزار میل فی سیکنڈ سے زیادہ کے حساب سے بھی نکلتے ہیں۔ ان ہی تغیرات کی وجہ سے وہ خوبصورت کیفیت پیدا ہوتی ہے جو آرورا (AURORA) کہلاتی ہے۔

نظام شمسی کے ارکان کا اوسط فاصلہ سورج سے:-

مرکری ۴ کروڑ ۷۵ لاکھ میل۔ وینس (زہرہ) ۶ کروڑ ۸۰ لاکھ میل۔ زمین ۹ کروڑ ۴۵ لاکھ میل۔ مریخ (MARS) ۱۵ کروڑ ۵۰ لاکھ میل۔ جوپیٹر (مشتری) ۵۰ کروڑ میل۔ سیٹرن (زحل) ایک ارب میل۔ یورےنس ۲ ارب میل۔ نیپچون ۳ ارب میل۔ پلوٹو ۴ ارب ۵۰ کروڑ میل۔

از نورِ پاک قرآن صبحِ صفا دمیدہ ∴ بر غنچہ ہائے دِل ہا بادِ صبا وزیدہ
ایں روشنی و لمعاں شمس الضحیٰ ندارد ∴ ویں دلبری و خوبی کس در قمر نہ دیدہ
(براہین احمدیہ صد ۲۹۴ حاشیہ در حاشیہ صہ۲)

عشرہ قرآن عظیم

۱۔ ۱۷ اسے ۲۷ اپریل ۱۹۹۶ء تک ہر جماعت کی کمیٹی تعلیم القرآن (سیکرٹری تعلیم القرآن، انصار، خدام اور لجنہ کے نمائندے، مربی صاحب، محترم امیر صاحب کی رہنمائی میں ضلع کی ہر جماعت کے لئے ایک دو اساتذہ کی تیاری کے لئے مشترکہ کلاسیں لگائی جائیں جن میں استاد قاعدہ ترتیل القرآن اور اس کے آڈیو کے ذریعہ نمائندگان کو صحت کے ساتھ قرآن مجید پڑھنا سکھاوے جو عشرہ کے بعد اپنے اپنے حلقوں میں مزید اساتذہ کی تیاری کے لئے کلاسیں جاری کریں۔ قرآن کریم کے پہلے اور آخری پارے کی آڈیو کیسٹ بھی استعمال کریں۔

۲۔ ۱۹ اپریل کے خطبہ جمعہ میں عظمت قرآن اور تعلیم القرآن منصوبہ کی وضاحت کر کے اس پر عملدرآمد کی تاکید کی جائے۔

۳۔ عشرہ کے دوران انصار، خدام، اطفال، لجنات اور ناصرات کے قرآن مجید کی صحیح تلاوت، حفظ قرآن (سورہ بقرہ کی پہلی ۱۷ آیات اور دس قرآنی دعائیں مع ترجمہ) قرآنی معلومات، قرآن پر نظموں اور تقریروں کے مقابلے کروائے جائیں۔

۴۔ ۲۶ اپریل جمعہ کو عظمت قرآن پر سیمینار میں قرآن مجید کی روشنی میں زندگی کے مختلف پہلوؤں پر قرآنی روشنی ڈالی جائے۔

۵۔ ہر احمدی خاندان میں فیملی قرآن کلاس جاری ہو جس میں ہر روز ایک رکوع ناظرہ اور اس کا ترجمہ سنایا جائے۔ M.T.A اور آڈیو کی مدد سے صحت کے ساتھ قرآن مجید پڑھیں۔

۶۔ فضائل القرآن کا خلاصہ ان دس دنوں میں بطور درس سنایا جائے اور روزانہ تلاوت کی پابندی کروائی جائے۔

۷۔ M.T.A پر ترجمۃ القرآن کلاس سوموار اور منگل کو ہر خاندان کا کم از کم ایک فرد ضرور سنے اور اپنے خاندان کو سنائے۔

۸۔ ۱۹ اور ۲۶ اپریل کو نماز تہجد باجماعت میں پروگرام عشرہ اور منصوبہ کی کامیابی کے لئے خصوصی دعائیں مانگی جائیں۔

نوٹ: اگر آپ اپریل میں عشرہ نہیں منا سکے تو مئی / جون میں ضرور منائیں۔

(نظارت اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن و وقف عارضی)

تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دُعا کرو

سیّدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ... فرماتے ہیں :-

”مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں تھکتے نہیں۔ کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سُست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعا کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں۔ کیونکہ ایک دن قبروں سے نکالے جائیں گے۔ مبارک تم جب کہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے اور تمہاری رُوح دعا کیلئے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینہ میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے۔ اور تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کیلئے اندھیری کوٹھریوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور از خود رفتہ بنا دیتی ہے۔ کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جائے گا۔ وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت رحیم و کریم حیا والا، صادق، وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ۔ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ تم پر رحم فرمائے گا۔ دنیا کے شور و غوغا سے الگ ہو جاؤ اور نفسانی جھگڑوں کا دین کو رنگ مت دو۔ خدا کیلئے ہار اختیار کر لو اور شکست کو قبول کر لو تا بڑی بڑی فتحوں کے تم وارث بن جاؤ۔ دعا کرنے والوں کو خدا معجزہ دکھائے گا۔ اور مانگنے والوں کو ایک خارق عادت نعمت دی جائے گی۔ دعا خدا سے آتی ہے، اور خدا کی طرف ہی جاتی ہے۔ دعا سے خدا ایسا نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہاری جان تم سے نزدیک ہے۔ دعا کی پہلی نعمت یہ ہے کہ انسان میں پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس تبدیلی سے خدا بھی اپنی صفات میں تبدیلی کرتا ہے اور اس کے صفات غیر متبدل ہیں۔ مگر تبدیلی یافتہ کیلئے ان کی الگ تجلّی ہے جس کو دنیا نہیں جانتی۔ گو وہ اور خدا ہے حالانکہ اور کوئی خدا نہیں مگر نئی تجلّی نئے رنگ میں اس کو ظاہر کرتی ہے۔ تب اس خاص تجلّی کی شان میں اس تبدیلی یافتہ کے لئے وہ کام کرتا ہے۔ جو دوسروں کے لئے نہیں کرتا۔ یہی وہ خارق ہے، غرض دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مُشتِ خاک کو کیمیا کر دیتی ہے۔ اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ اِس دعا کے ساتھ رُوح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانہ حضرت احدیّت پر گرتی ہے۔ وہ خدا کے حضور کھڑی ہوتی ہے اور رکوع بھی کرتی ہے اور سجدہ بھی کرتی ہے۔ اور اس کی ظل وہ نماز ہے جو اسلام نے سکھائی ہے۔“

(رُوحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۲۲-۲۲۳)